ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

3 جمادی الثانی 1439ھ — مارچ 2018ء

احرار
عزم وہمت اور صبر واستقامت کے
88 سال

- فاعتبروا یا اولی الابصار......نواز شریف ایک بار پھر نا اہل قرار
- امیرِ شریعت کانفرنس کی صدائے بازگشت!
- آزاد کشمیر اسمبلی میں ”ختمِ نبوّت بل“ کی منظوری
- فضائل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
- امیر شریعت سیدّ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ......ایک ہمہ جہت شخصیت

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جدّوجُہدِ آزادی میں میراحصہ*

شاہ جی! جدوجہدِ آزادی میں آپ کی کارگزاری (Contribution) کیا ہے اور آزادیٔ ہند کا وہ کون سا مثبت نظریہ ہے جس کے لیے آپ کوشاں ہیں؟

فرمایا: یہ فیصلہ تو آپ کیجیے کہ میری کارگزاری کیا ہے؟ میں تو یہ جانتا ہوں کہ میں نے لاکھوں ہندوستانیوں کے ذہن سے انگریزوں کو نکال پھینکا ہے۔ میں نے کلکتہ سے خیبر تک اور سری نگر سے راس کماری تک دوڑ لگائی ہے۔ وہاں پہنچا ہوں جہاں دھرتی پانی نہیں دیتی۔

رہا یہ سوال کہ آزادی کا وہ کون سا تصور ہے جس کے لیے میں لڑتا رہا تو سمجھ لیجیے کہ اپنے ملک میں اپنا راج۔ آپ غالباً مجھ سے کسی کتابی آئیڈیالوجی کا پوچھ رہے ہوں گے؟

بابو! یہ کتابی نظریے عموماً روگ ہوتے ہیں۔ فی الحال جو مرحلہ درپیش ہے وہ کسی مثبت تصور کا نہیں، منفی تصور کا ہے۔ ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ غیر ملکی طاقت سے گلوخلاصی ہو، اس ملک سے انگریز نکلیں، نکلیں کیا؟ نکالے جائیں۔ تب دیکھا جائے گا کہ آزادی کے خطوط کیا ہوں گے؟ آپ تو نکاح سے پہلے چھوہارے بانٹنا چاہتے ہیں۔ پھر میں کوئی دستوری نہیں، سپاہی ہوں۔ تمام عمر انگریزوں سے لڑتا رہا اور لڑتا رہوں گا۔ اگر اس مہم میں سور بھی میری مدد کریں تو میں اُن کا منہ چوم لوں گا۔ میں تو اُن چیونٹیوں کو شکر کھلانے کے لیے تیار ہوں جو ''صاحب بہادر'' کو کاٹ کھائیں۔ خدا کی قسم! میرا ایک ہی دشمن ہے، انگریز۔ اس ظالم نے نہ صرف مسلمان ملکوں کی اینٹ سے اینٹ بجائی، ہمیں غلام رکھا اور مقبوضات پیدا کیے، بلکہ خیرہ چشمی کی حد ہوگئی کہ قرآن حکیم میں تحریف کے لیے مسلمانوں میں جعلی نبی (مرزا قادیانی) پیدا کیا، پھر اس ''خودکاشتہ پودے'' کی آبیاری کی اور اب اس کو چہیتے بچے کی طرح پال رہا ہے۔

تم فرنگی کو نہیں جانتے۔ اس نے روحیں قتل کر دی ہیں، روحیں۔ اسلام اُٹھ گیا، مسلمان رہ گئے۔ ہائے اکبر کس وقت یاد آیا:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا

افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

(ایک سوال کے جواب میں گفتگو، دفتر احرار، لاہور۔ ۱۹۴۰ء)

---

*سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، سوانح و افکار، شورش کاشمیری، ص ۲۷، ۲۸

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سیدالاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 29 شمارہ 3 | مارچ 2018ء / جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ

Regd.M.NO.32

فیضانِ نظر: حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی: حضرت پیرجی ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیرِ مسئول: سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقائے فکر:

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید صبیح الحسن ہمدانی

sabeeh.hamdani@gmail.com

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر: محمد یوسف شاد

0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ———— -/200 روپے

بیرون ملک ———— -/4000 روپے

فی شمارہ ———— -/20 روپے

تشکیل

اداریہ:	فاعتبروا یا اولی الابصار......نواز شریف ایک بار پھر نا اہل قرار	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرات:	امیرِ شریعت کانفرنس کی صدائے بازگشت!	عبداللطیف خالد چیمہ	4
//	قانون توہینِ رسالت، مسلسل عالمی ایجنڈے کی زد میں!		
//	آزاد کشمیر اسمبلی کا فیصلہ! عاصمہ جہانگیر کے نام پر لاء کالج!		
//	راجہ ظفر الحق کمیٹی رپورٹ! چیئرمین سینٹ اور ختمِ نبوت والا حلف نامہ!		
افکار:	دین پر کسی کا اجارہ نہ ہونا، تحریف اور من مانی کے لیے لائسنس؟	حامد کمال الدین	9
//	جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی	پروفیسر خالد شبیر احمد	11
//	قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد کے نام کھلا خط	مولانا زاہد الراشدی	13
//	آزاد کشمیر اسمبلی میں ”ختمِ نبوت بل“ کی منظوری اور تحریک تحفظ ختمِ نبوت آزاد کشمیر کا کردار	محمد مقصود کشمیری	17
دین و دانش:	عمل بہت کم......فوائد بہت زیادہ!	حاجی عبدالستار مغل	27
//	فضائل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ	29
//	سلفِ صالحین اور کثرت عبادت کا صحیح طریقہ	ترجمہ: محمد نعمان سنجرانی	31
ادب:	نعت	حضرت امیرِ شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	36
//	نعت	حضرت امیرِ شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	38
//	غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	41
گوشۂ امیرِ شریعت:	امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ......ایک ہمہ جہت شخصیت	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	42
//	شب تاریک میں کرتے ہو سحر کی باتیں	عبدالمنان معاویہ	45
مطالعۂ قادیانیت:	منہاجِ نبوت اور مرزا قادیانی (قسط:۲)	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ	48
نقد و نظر:	خطبات بہاولپور کا علمی جائزہ......کیا زیورات پر زکوٰۃ لازم آتی ہے؟ کیا زکوٰۃ سے مسجد تعمیر کرائی جاسکتی ہے؟ (قسط:۵)	علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	53
دعوتِ حق:	متلاشیانِ حق کو دعوتِ فکر و عمل (مکتوب نمبر۹)	ڈاکٹر محمد آصف	62
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	64

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

www.ahrar.org.pk

www.alakhir.com

majlisahrar@hotmail.com

majlisahrar@yahoo.com

ترسیلِ زر بنام ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوت مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

فاعتبروا یااولی الابصار......نواز شریف ایک بار پھر نااہل قرار

سید محمد کفیل بخاری

چیف جسٹس آف پاکستان میاں ثاقب نثار کی سربراہی میں جسٹس عمر عطا بندیال اور جسٹس اعجاز الاحسن پر مشتمل سپریم کورٹ کے تین رکنی بنچ نے ۲۱ر فروری ۲۰۱۸ء کو انتخابی اصلاحات ۲۰۱۷ء کیس کا مختصر فیصلہ جاری کرتے ہوئے نواز شریف کو پارٹی کی صدارت کے لیے بھی نااہل قرار دے دیا۔ فیصلے کے مطابق آرٹیکل ۶۲، ۶۳ پر پورا نہ اترنے والا پارٹی سربراہ نہیں بن سکتا۔ نااہل شخص پارٹی سربراہ بنے تو پارلیمانی نظام تباہ ہوجائے گا۔ ۲۸ر جولائی ۲۰۱۷ء کے بعد سینیٹ امیدواروں کی نامزدگی سمیت تمام فیصلے کالعدم ہیں۔ سپریم کورٹ نے الیکشن کمیشن کو ہدایت کی کہ نواز شریف کا نام پارٹی صدارت سے ہٹا دیا جائے۔ ن لیگ نے پارٹی چیئرمین راجہ محمد ظفر الحق کے دستخطوں سے نئی ٹکٹیں جاری کیں جنھیں الیکشن کمیشن نے مسترد کرتے ہوئے انھیں آزاد امیدوار قرار دے دیا۔ اس طرح مسلم لیگ کو بطور سیاسی جماعت کے سینیٹ الیکشن سے باہر نکال دیا گیا۔

چند ماہ قبل میاں نواز شریف وزیر اعظم کے عہدے کے لیے نااہل قرار دیے گئے تو مسلم لیگ ن نے انتخابی اصلاحات ۲۰۱۷ء کا ترمیمی بل پارلیمنٹ سے منظور کر کے نواز شریف کی پارٹی صدارت برقرار رکھی لیکن سپریم کورٹ نے اسے بھی کالعدم قرار دیتے ہوئے فیصلے میں لکھا کہ ''آئین کی شق ۲۰۳ اور ۲۳۲ کو آرٹیکل ۶۲، ۶۳ کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

نواز شریف گزشتہ چھ ماہ سے عدالتی فیصلوں کے خلاف اپنا بیانیہ جاری رکھے ہوئے ہیں، دوسری طرف عدالت اور دیگر ادارے بھی پوری مستعدی اور مکمل یکسوئی کے ساتھ فیصلے صادر کر رہے ہیں۔ اس صورتِ حال پر عمومی تاثر یہی قائم ہوا کہ اداروں میں تصادم اور محاذ آرائی ہو رہی ہے، جس کا ملک کو نقصان ہوگا۔ ممتاز قانون دان علی احمد کرد کا کہنا ہے کہ: ''کچھ عرصے سے عدالتی فیصلے لوگوں کو ذہنی پیچیدگی اور پریشانی میں مبتلا کر رہے ہیں جبکہ مولانا فضل الرحمٰن کا تبصرہ ہے کہ جمہوریت ڈوب رہی ہے۔ سینیٹ میں بحث کے دوران ارکان نے کہا کہ سیاسی ڈھانچہ خطرے میں ہے، اس پر ہم خاموش نہیں رہیں گے نوٹس نہ لیا تو کل سب روئیں گے۔''

ہم عدالت عظمیٰ کو مشورہ دینے کی پوزیشن میں تو نہیں لیکن موجودہ پیش منظر پر اپنی مثبت رائے کے اظہار کا حق ضرور رکھتے ہیں۔ ہمارے خیال میں نواز شریف یا کسی بھی شخص کو اس کا جرم ثابت ہونے پر ضرور سزا ملنی چاہیے، آئین وقانون سے کوئی بھی بالاتر نہیں لیکن کسی سیاسی جماعت کو سیاسی عمل سے بے دخل کرنا بھی تو آئین کے مطابق درست نہیں۔ کیا اس طرح سیاسی پارلیمانی نظام مضبوط ہوگا؟ ماضی میں ایوب خان، ضیاء الحق اور پرویز مشرف کے ادوار میں سیاسی جماعتوں کو سیاسی عمل سے نکالنے کے نقصانات پوری قوم نے بھگتے منتخب وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے نیشنل عوامی پارٹی پر پابندی لگا کر نتیجہ دیکھ لیا۔ اب بھی اس آموختے کو دہرا کر نقصان ہی ہوگا۔ شخصیات کا احتساب ضرور اور بلاتفریق ہونا چاہیے لیکن سیاسی نظام کو مضبوطی سے چلنے دینا چاہیے۔ تجزیہ نگار اپنی اپنی ذہنی ساخت اور رجحانات کے مطابق اظہارِ خیال کر رہے ہیں اور میاں نواز شریف کی نااہلی کے مختلف اسباب بتا رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں نواز شریف مکافاتِ عمل اور عذابِ الٰہی کی زد میں ہیں اور اپنے کیے کی

سزا پا رہے ہیں۔ انھوں نے تیسری بار نکالے جانے پر بھی اپنی غلطیوں سے عبرت حاصل کرنے، اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرنے اور قوم سے معافی مانگنے کی بجائے مزید جری ہو کر سوال کھڑا کر دیا کہ ''مجھے کیوں نکالا''؟ حالانکہ انھیں اپنے افلاطون مشیروں سے پوچھنا چاہیے تھا کہ مجھے دھکا کس نے دیا؟ انھیں کون سمجھائے کہ عقل بڑی یا بھینس؟ جبکہ انھیں یہ بھی معلوم ہے کہ جس کی لاٹھی، اس کی بھینس! ہمیشہ اقتدار میں رہنے کی خواہش، اپنی آئندہ نسلوں کو بھی اقتدار میں رکھنے کی منصوبہ بندی اور اپنے آپ کو ملک کی ضرورت اور لازم وملزوم قرار دینے کا نتیجہ یہی ہوتا ہے جس سے موصوف دوچار ہوئے ہیں۔

میاں نواز شریف اور ان کی مسلم لیگ نے اپنے طویل دورانیے کے اقتدار میں پاکستان کی نظریاتی اساس کو ڈھانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اسلام کا نعرہ لگا کر اقتدار میں آئے اور اب لبرل پاکستان کا نعرہ لگا کر لبرلز اور سیکولرز کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسلامی جمہوری اتحاد سے لے کر موجودہ سیاسی تنہائی تک ان کا سفر تضادات کا مجموعہ اور کہہ مکرنیوں سے آراستہ ہے۔ وہ خود اسٹیبلشمنٹ کی پیداوار ہیں، وہی انھیں اقتدار میں لائی، بھاری مینڈیٹ کی بلندیوں سے گزا کر اب انھیں بند گلی میں لا کھڑا کیا ہے۔

قرض اتارو، ملک سنوارو مہم کا دھوکا، اسلامی جمہوری اتحاد کے فورم سے ملک میں خلافتِ راشدہ کے قیام کی وعدہ خلافی، ممتاز قادری کو پھانسی (جسے پیپلز پارٹی پھانسی نہ دے سکی)، قادیانیوں سے یارانے اور ان کو اپنا بھائی قرار دینے، ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو خلافِ آئین مسلمان قرار دے کر شعبہ فزکس کو اس کے نام سے منسوب کرنے، عقیدۂ ختمِ نبوّت کا مذاق، حلفِ ختمِ نبوّت میں تبدیلی، راجہ ظفر الحق رپورٹ کو منظر عام پر نہ لانے اور اصل مجرموں کو بچانے اور اب سینیٹ میں قانونِ توہینِ رسالت میں تبدیلی کی مذموم کوشش، آئین میں تمام اسلامی دفعات سے مسلسل چھیڑ چھاڑ اور انھیں ختم کرنے یا کم از کم غیر مؤثر کرنے کی مذموم سعی، جعلی پولیس مقابلوں کے ذریعے دینی جماعتوں کے مظلوم کارکنوں، دینی مدارس کے معصوم طلبا اور دیگر بے گناہوں کا قتل، دینی مدارس سے کے لیے مشکلات کھڑی کرنے، دینی قوتوں کو دیوار سے لگانے اور علماء پر عرصۂ حیات تنگ کر کے انھیں فورتھ شیڈول میں ڈالنے جیسے بے شمار جرائم ہیں جن کے ذریعے انھوں نے اللہ اور اس کے بندوں کی ناراضی حاصل کی۔

آئندہ دنوں میں مدرسہ اصلاحات کے ذریعے جو کچھ ہونے والا ہے وہ اہلِ مدرسہ کا گلا گھونٹنے کے مترادف ہے۔ طاغوتی قوتوں اور بیرونی آقاؤں کو خوش رکھ کر اپنے اقتدار کو طول دینے کی سعیٔ لاحاصل کرنے کی بجائے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے تو آج ان کے لیے اللہ کی مدد بھی آتی۔ عبرت کا مقام ہے کہ اب قوم کے دل سے ان کے حق میں دعائیں بھی نہیں نکلتیں، کوئی بھولے سے کر دے تو قبول نہیں ہوتیں۔

سپریم کورٹ اور الیکشن کمیشن کے حالیہ فیصلوں کے بعد انھوں نے چھوٹے میاں صاحب کو پارٹی سربراہ بنانے کا عندیہ دیا ہے۔ وہ کون سا ان سے کم ہیں بلکہ چار قدم آگے ہیں۔ سینیٹ الیکشن کے بعد مطلع اور صاف ہو جائے گا اور ہوش ٹھکانے آ جائیں گے۔ آئندہ انتخابات میں مذہبی ووٹ انھیں نہیں ملے گا، انھوں نے لبرل پاکستان کا نعرہ لگا کر جو نئے دوست (لبرل فاشسٹ اور سیکولر انتہا پسند) بنائے ہیں وہ بھی وقتی مفاد کے لیے ان کی حمایت میں بول رہے ہیں۔ اے کاش! نواز شریف اس حقیقت کو جان لیں کہ جو اللہ رحیم وکریم کے وفادار نہیں وہ آپ کے وفادار کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور جو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے غدار ہیں وہ ملک وقوم کے دوست اور وفادار نہیں۔ جس دن انھیں یہ بات سمجھ آ گئی اور انھوں نے مان لی تو اللہ تعالیٰ بھی معاف فرما دیں گے ورنہ عبرت کا نشان بنا دیے جائیں گے۔

امیر شریعت کانفرنس کی صدائے بازگشت!

عبداللطیف خالد چیمہ

تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت مارچ ۱۹۵۳ء میں دس ہزار نفوس قدسیہ منصب رسالت (ﷺ) پر قربان ہوگئے، لاہور کے مال روڈ کو شہیدوں کے خون نے تر کر دیا، ان پاک طینت شہیدوں کی لاشوں کو راوی میں بہایا گیا یا پھر چھانگا مانگا میں جلایا گیا، بالآخر لاہوری وقادیانی مرزائی اسمبلی کے فلور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے، اس مہینے میں ہم ہر سال شہداء ۵۳ء کو بطور خاص یاد کرتے ہیں۔لیکن اس مرتبہ ۹/ مارچ، جمعۃ المبارک کو بعد نمازِ مغرب ایوان اقبال لاہور میں ''امیر شریعت کانفرنس'' کے انعقاد کا اعلان آپ بار بار پڑھ چکے ہیں، امیر شریعت، احرار اور تحفظ ختم نبوت دراصل ایک ہی کام کے مختلف نام ہیں۔حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مستعار زندگی، قرآن سے محبت، انگریز سے نفرت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کر رکھی تھی، اپنی بہترین خداداد صلاحیتوں سے انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کے دلوں سے برٹش ایمپلائر کا خوف نکال باہر کیا۔پاکستان بن جانے کے بعد انہوں نے انتخابی سیاست سے علیحدگی اختیار کی اور دفاع پاکستان کے نام سے فقید المثال اجتماع کیا، جس میں فرمایا کہ ''اب ہماری توانائیاں اسلام، پاکستان اور عقیدہ ختم نبوت کے لئے وقف رہیں گی، ہم نیکی کے ہر کام میں حکومت سے تعاون اور برائی کے ہر کام میں مخالفت کریں گے''۔

مارچ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کی پاداش میں احرار کو خلاف قانون قرار دیا گیا، دفاتر سیل اور رہنما جیلوں میں جھونک دیے گئے، لیکن احرار لحظہ بھر بھی اپنے مؤقف سے پیچھے نہ ہٹے۔۱۹۵۸ء میں احرار سے پابندی اٹھی تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سرخ قمیض پہن کر، احرار کا بیج سجا کر، کلہاڑی ہاتھ میں پکڑ کر، ملتان میں بحالیٔ احرار کا اعلان فرمایا، کچھ بزرگوں کو یہ اچھا نہ لگا اور کچھ کے دلوں میں گھر کر گیا۔شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا عبیداللہ احرار، سید ابوذر بخاری، چودھری ثناء اللہ بھٹہ، ملک عبدالغفور انوری، مرزا محمد حسن چغتائی، سید عطاء المحسن بخاری، قاری عبدالحی عابد، پیر جی عبدالعلیم رائے پوری، پروفیسر خالد شبیر احمد اور دیگر بزرگوں نے ملک بھر میں احیائے احرار میں اپنا اپنا کردار ادا کیا۔

آج بھی فرزندان امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المومن بخاری مدظلہ اور حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے اپنی تمام تر توانائیاں احرار کے استحکام کے لیے وقف کر رکھی ہیں، اس دوران بہت سے نشیب وفراز بھی آئے، دشمنوں کو تو ہم بھاتے نہیں پر اپنوں نے بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور اس زعم میں مبتلاء ہوگئے، کہ ''احرار'' تو ختم ہوگئی ہے۔

میں کھٹکتا ہوں دلِ ''شیطاں'' میں کانٹے کی طرح

شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے کہ الحمد اللہ احرار نئی صف بندی کر کے پھر سے اپنی ہمت کے مطابق میدان

میں ہیں۔ احرار، شاہ جی کی جماعت ہے۔ انھوں نے اپنے رفقاء کے ساتھ اس کو خون جگر دیا، شہدائے ختم نبوت کا مقدس خون ہمارا اثاثہ ہے، ہمیں ختم کرنے والوں کی خوش فہمی ختم ہو جانی چاہیے، پوری دنیا میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد احرار کا صدقہ جاریہ ہے، ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی تمام جماعتیں اور کارکنان ہمارے اپنے ہیں، ہم ان سے جدا نہیں، ۹؍مارچ ۲۰۱۸ء کو ایوان اقبال لاہور میں ’’امیر شریعت کانفرنس‘‘ دراصل شاہ جی کے کردار کو زندہ کرنے کی سعی کا حصہ ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ۱۰؍مارچ، ہفتہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام بادشاہی مسجد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس اور پھر ۱۱؍مارچ اتوار کو انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ کے زیر اہتمام ایوان اقبال لاہور میں ہی ختم نبوت کانفرنس، دراصل کانفرنسوں کا خوب صورت ’’سہ روزہ‘‘ بن گیا ہے، ان تینوں اجتماعات میں شاہ جی کا تذکرہ ہوگا اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی بات کی جائے گی، تمام مکاتب فکر کی قیادت کا خوب صورت گلدستہ ہوگا، جو شاہ جی کی بصیرت کی عکاسی کرے گا اور فتنۂ ارتداد مرزائیہ کے تار پود بکھیر کر رکھ دے گا، اللہ تعالیٰ نظر بد سے محفوظ رکھیں اور ہم سب کو مل جل کر شاہ جی، ان کی جماعت احرار، اور چراغ مصطفوی ﷺ کو جلائے رکھنے کی توفیق سے نوازیں، آمین، یارب العالمین!

قانون توہین رسالت، مسلسل عالمی ایجنڈے کی زد میں!

آئین کی اسلامی دفعات خصوصاً قانون توہین رسالت اور قانون تحفظ ختم نبوت مسلسل عالمی کفریہ ایجنڈے کی زد میں ہیں اور یہ سب کچھ انسانی حقوق کے تحفظ اور قوانین کی اصلاح کے نام پر کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں، ۹؍فروری ۲۰۱۸ء کو سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے ہیومن رائٹس میں توہین رسالت سے متعلق مجوزہ ترمیمی بل کا مسودہ پیش کرنے پر حکومت کی اتحادی جماعت جمعیت علماء اسلام کے سینیٹر مفتی عبدالستار (مستونگ، بلوچستان) نے شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ: ’’توہین رسالت کا مرتکب واجب القتل ہے، اِسے تبدیل کرنے کا قانون قبول نہیں کریں گے، وزیر قانون زاہد حامد کے استعفے کی طرح مزید بحران پیدا ہوگا، توہین رسالت قانون میں تبدیلی کی گئی تو کوئی نہیں بچے گا، کمیٹی نے خواجہ سراؤں کے حقوق کے تحفظ کا بل ۲۰۱۷ء اتفاق رائے سے منظور کرلیا، کمیٹی کی چیئر پرسن نسرین جلیل نے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش پر توہین رسالت ترمیمی بل کو ملتوی کردیا، سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے ہیومن رائٹس کا اہم اجلاس پارلیمنٹ ہاؤس میں ہوا، جس کی صدارت سینیٹر نسرین جلیل نے کی، اجلاس میں جمعیت علماء اسلام کے سینیٹر مفتی عبدالستار نے ابتدا میں ہی احتجاج شروع کردیا، انہوں نے توہین رسالت کے ترمیمی بل کا مسودہ اجلاس میں شامل کرنے پر سخت تنقید کی، پی پی پی کی سینیٹر سحر کامران خان نے مفتی عبدالستار سے سوال کیا کہ پشاور میں مشال خان قتل کیس کی آپ کیا تشریح کرتے ہیں، تو مولانا نے کہا کہ ۲ گواہوں کے بیانات کے بعد توہین رسالت کا مرتکب شخص واجب القتل ہے، ۱۹۷۳ء کے آئین نے توہین رسالت کے مرتکب شخص کی سزا بیان کردی ہے، یہ مرزائیوں کی سازش ہے، حکمران اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں، قانون میں تبدیلی تو درکنار اس کا سوچا بھی گیا تو کروڑوں عوام سڑکوں پر آجائیں گے، ملکی نظام جام ہوجائے گا، دھرنوں کا سلسلہ شروع ہوجائے گا، حکمران سازش کررہے ہیں کہ واجب القتل شخص کی سزا کو عمر قید میں تبدیل کیا جائے، مگر ایسا نہیں ہونے دیں گے، جانوں کا

نذرانہ پیش کریں گے، مولانا عبدالستار نے سخت لہجے میں تقریر شروع کر دی اور اجلاس کے بائیکاٹ کی دھمکی دی تو اجلاس کے شرکاء اور چیئر پرسن نسرین جلیل اپنی نشست پر کھڑی ہوگئیں اور کہا کہ ہم اس ایجنڈے کو مؤخر کرنے پر تیار ہیں، اس کو ایجنڈے میں شامل نہیں کریں گے، جس پر مولانا اپنی نشست پر بیٹھ گئے، اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئر مین ڈاکٹر قبلہ ایاز نے تجویز پیش کی کہ اس معاملے کو اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کیا جائے، تاہم اس معاملے کو موخر کر دیا گیا، کمیٹی کی چیئر پرسن نسرین جلیل نے کہا کہ توہین رسالت قانون کی آڑ میں ذاتی دشمنیاں نکالی جاتیں ہیں، ہم اس قانون میں ترمیم نہیں کر رہے صرف اس پر بحث ہو رہی ہے، توہین عدالت کے غلط استعمال پر وہی سزا دی جائے جو توہین عدالت پر سزا ہے، جس پر مولانا عبدالستار نے کہا کہ حکمرانوں نے ہوش کے ناخن نہیں لیے، زاہد حامد کے استعفے سے انہیں سمجھ آجانی چاہیے کہ یہ ملک نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چاہنے والوں کا ہے اور ہم اس قانون میں ترمیم برداشت نہیں کریں گے، کسی بھی اقدام کے خلاف سخت ایکشن ہوگا جس کے بعد اجلاس ملتوی کر دیا گیا“ (روزنامہ اسلام لاہور، ہفتہ، ۱۰ر فروری ۲۰۱۸ء)

آزاد کشمیر اسمبلی کا فیصلہ!

آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی نے ۶ر فروری ۲۰۱۸ء کو ایک بل متفقہ طور پر منظور کر لیا جس کے مطابق آزاد کشمیر میں پاکستان کی ہی طرز پر لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے، اس پر پوری اسمبلی، حکومت، اپوزیشن سبھی مبارک باد کے مستحق ہیں اور اس کے لئے تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے امیر جناب قاری عبدالوحید قاسمی، نائب امیر مولانا شبیر احمد کشمیری، حافظ مقصود احمد کشمیری اور ان کے رفقاء بھی لائقِ تبریک ہیں جنہوں نے جہد مسلسل کے ساتھ اس محنت کو جاری رکھا اور مقتدر قوتوں کو باور کرایا کہ ۲۹ر اپریل ۱۹۷۳ء کو مجاہد اول سردار محمد عبدالقیوم خاں مرحوم کے دورِ اقتدار میں میجر محمد ایوب مرحوم نے جو قرار داد اقلیت پیش کی تھی وہ کئی نشیب و فراز سے گزر کر بالآخر کامیابی سے ہمکنار ہوئی، ہمیں یاد ہے کہ ۲۹ر اپریل ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر اسمبلی میں قرار داد کی منظوری کے بعد مجلس احرار اسلام نے پنجاب کے کئی شہروں میں اجتماعات کیے، ملتان قلعہ کہنہ قاسم باغ میں خیر مقدمی جلسہ کے لیے رکشے پر اعلان ہمارے پرانے رفیق جناب رانا گل ناصر ندیم اور راقم نے کیا۔ جبکہ عین جلسے کے وقت نہ صرف جلسے پر پابندی لگا دی گئی بلکہ پہلے پہل پہنچنے والے منتظمین اجتماع اور شرکاء پر پولیس نے تشدد بھی کیا، لاہور میں بھی جلسے کی اجازت نہ ملی، ہم نے مرکز اور چیچہ وطنی سے آزاد کشمیر حکومت کے تاریخی فیصلے پر ۲۰x۳۰ فل سائز کے اشتہار بھی چھاپے، قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور رانا گل ناصر ندیم نے آزاد کشمیر کا دورہ کیا اور کئی روز تک مظفر آباد میں قیام کیا۔

۲۹ر اپریل ۱۹۷۳ء سے لے کر ۶ر فروری ۲۰۱۸ء تک ۴۵ سال میں یہ آئینی و قانونی مرحلہ کیسے طے ہوا۔ اسی بابت جناب حافظ مقصود احمد کشمیری کی رپورٹ شامل اشاعت ہے، ہم نے اس فیصلے کے بعد وزیر اعظم آزاد کشمیر جناب راجہ فاروق حیدر خاں، قرار داد کے محرک راجہ محمد صدیق خاں اور پیر علی رضا بخاری کو مبارک باد کے پیغامات ارسال کیے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس فیصلے سے تحریک ختم نبوت کی پرامن آئینی جدوجہد آگے بڑھی ہے اور عالمی سطح پر اس مقدس کام کو جلا ملی

ہے۔ متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کی اپیل پر آزاد کشمیر اسمبلی میں اس بل کی متفقہ منظوری پر ملک بھر میں یوم تشکر منایا گیا، اور تمام مکاتب فکر کے قائدین، رہنماؤں، علماء کرام اور ائمہ مساجد نے اس پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

عاصمہ جہانگیر کے نام پر لاء کالج!

عاصمہ جہانگیر کا انتقال ہوا تو انسانیت کے حوالے سے اس کی خدمات کا تذکرہ بھی ہوا، بلاشبہ وہ اپنے عزم کی پکی، نڈر اور بیباک شخصیت کی حامل تھیں! لیکن تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ وہ ایک کھلم کھلا قادیانی کی بیوی اور قادیانیوں کی بہو تھیں، عمر بھر دین، وطن، اسلامی سزاؤں، اسلامی شعائر کا مذاق اڑا کر خوش ہوتی تھیں، انڈیا نے ایٹمی دھما کہ کیا تو ان کو کچھ نہ ہوا پاکستان نے ایٹمی دھما کہ کیا تو خفا ہو گئیں، لڑکیوں کو پسند کی شادی کے نام پہ گھروں سے بھاگتے اور والدین کی عزت و آبرو تار تار ہوتے دیکھتیں تو اس کو'' آزادی'' سے تعبیر کرتیں، نمازِ جنازہ کے لئے بھی فاروق حیدر مودودی کے سوا کوئی نہ ملا، نمازِ جنازہ میں بے پردہ خواتین جس کھلے انداز کے ساتھ شریک ہوئیں، یہ انھی کا خاصہ تھا۔ اب پنجاب اسمبلی میں ن لیگی رکن اسمبلی حنا پرویز بٹ نے یہ قرارداد پیش کی کہ پنجاب یونیورسٹی کے لاء کالج کو عاصمہ جہانگیر کے نام سے منسوب کیا جائے، ن لیگ کی اس جرأت رندانہ پر ہمیں ذرا حیرت نہیں ہوئی، اس لئے کہ مسلم لیگ کی تاریخ ایسے اقدامات سے بھری پڑی ہے، مگر ان سطور کے ذریعہ ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ کچھ تو خدا کا خوف کریں، کیا وزارت عظمیٰ سے نا اہل ہونے کے بعد پارٹی صدارت کی نا اہلی بھی کافی نہیں۔

راجہ ظفر الحق کمیٹی رپورٹ

انتخابی حلف نامے سے عقیدہ ختم نبوت والی عبارت حذف ہونے کے بعد بحال ہوگئی، اس دوران حالات زیروزبر بھی ہوتے رہے، حکومت راجہ ظفر الحق تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ منظر عام پر نہ لانے کے لئے بضد رہی۔ آخر کار اسلام آباد ہائی کورٹ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا اللہ وسایا نے جو درخواست گزاری تھی اس کی سماعت کے دوران اسلام آباد ہائی کورٹ کے جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے ختم نبوت کیس میں وزیر اعظم کو طلب کرنے کی بات کی تو حکومت نے سر بمہر رپورٹ حوالۂ عدالت کردی، اس درخواست کی سماعت جاری ہے اور رپورٹ کو بعد میں کھولا جائے گا، تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

''اسلام آباد (آن لائن) گزشتہ روز اسلام آباد ہائی کورٹ کے جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے کیس کی سماعت کی، دوران سماعت درخواست گزار مولانا اللہ وسایا کے وکیل نے دلائل کے لیے مہلت طلب کی، عدالت کی معاونت کے لیے ۴ معاونین نامزد کیے گئے، جن میں ڈاکٹر محسن نقوی، صاحبزادہ ساجد الرحمٰن، مفتی حسین بنوری اور ڈاکٹر حسن مدنی شامل ہیں، عدالت کی جانب سے چاروں معاونین کو درخواست کی کاپی اور متعلقہ دستاویزات فراہم کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، درخواست گزار کو کل دلائل پیش کرنے کی بھی ہدایت کی گئی، عدالت نے کیس کی مزید سماعت آج تک ملتوی کردی''۔

(روزنامہ اسلام لاہور، جمعرات، ۲۲ فروری ۲۰۱۸ء)

چیئرمین سینیٹ اور ختم نبوت والا حلف نامہ

وطن عزیز میں سول اور فوج میں اہم عہدوں پر اسلام و وطن دشمن عناصر کا براجمان ہونا یقیناً بڑا خطرہ ہے اور ماضی میں

پاکستان نے اسی حوالے سے کئی نقصان بھی اٹھائے، سینیٹ کے چیئرمین کے لئے عقیدہ ختم نبوت والے حلف نامے کا نہ ہونا بھی ایک خطرناک سوالیہ نشان ہے۔ سابق بیوروکریٹ اور ممتاز قانون دان جناب شیر افضل خان نے اس بابت یوں توجہ دلائی ہے کہ:

''اسلام آباد (سپیشل رپورٹ) اسلام آباد ہائی کورٹ میں سابق ڈائریکٹر وزارتِ قانون اور ممتاز قانون دان ایڈووکیٹ شیر افضل خان کی طرف سے ایک رٹ دائر کی گئی ہے جس میں مؤقف اختیار کیا گیا ہے کہ پاکستان کے آئین میں غلطیوں کی بھرمار ہے، جن کی نشاندہی وہ مختلف مرحلوں پر وزارت قانون اور دوسرے متعلقہ اداروں کو کر چکے ہیں لیکن کسی نے ان غلطیوں کی طرف دھیان نہیں دیا۔ اس رٹ میں شیر افضل خان نے یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ چیئرمین سینیٹ کے حلف نامہ میں ختم نبوت پر یقین شامل کیا جانا چاہیے جبکہ اس وقت یہ عبارت موجود نہیں ہے، چیئرمین سینیٹ کا عہدہ بہت اہم ہے، وہ ملک کے صدر کی عدم موجودگی میں مملکت کا قائم مقام صدر ہوتا ہے، آئین یہ تقاضا کرتا ہے کہ صدر ہمیشہ مسلمان ہوگا، ایڈووکیٹ شیر افضل خان نے چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت کے حلف نامہ میں بھی غلطی کی نشاندہی کی ہے، انہوں نے یہ مؤقف بھی اختیار کیا کہ چونکہ قرارداد مقاصد کو آئین کا دیباچہ بنایا گیا ہے، اس لئے آئین کی متعلقہ شق کی درستگی بھی ضروری ہے، درخواست دہندہ نے اپنی رٹ میں یہ موقف بھی اختیار کیا ہے کہ آرٹیکل ۲۷۲/اے اور آرٹیکل ۵۴/ب بھی اس سے مطابقت نہیں رکھتے، درخواست دہندہ نے کہا کہ انہوں نے پہلے وزارت قانون کے سامنے ان غلطیوں کی نشاندہی کی تھی، لیکن ان غلطیوں کی درستی کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا گیا، اس لئے مجھے مجبوراً رٹ دائر کرنا پڑی ہے''۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، جمعرات، ۲۲ فروری ۲۰۱۸ء)

مذکورہ شذرات میں جتنے موضوعات کا ذکر کیا گیا ہے اس پر دینی رہنماؤں اور ماہرین قانون سے حسب حالات وحسب ضرورت مشورے جاری ہیں اور آنے والے دنوں میں ان شاء اللہ تحریک ختم نبوت آگے بڑھتی ہوئی نظر آئے گی۔

وما علینا الا البلاغ المبین!

دین پر کسی کا اجارہ نہ ہونا، تحریف اور من مانی کے لیے لائسنس؟

حامد کمال الدین

کہتا ہے میں اوپن ایئر میں کیمروں کے آگے جنازے کی اگلی صف کے اندر خواتین کو کھڑا کروں گا۔ مجھے خود دین کی بہت سمجھ ہے تم زیادہ درس مت دو، دین پر کسی کا اجارہ ہے اور نہ مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت۔ یعنی اسلام کو تعبیر (interpret) کرنے کی کھلی آزادی۔ جس کی سمجھ میں جو آئے۔

اور وہ دوسرا جو خدا کو (معاذ اللہ) اپنے پیچھے سکوٹر پر بٹھالے جانے کو 'ادب' کی دلیل سے جائز کرتا ہے اور اسے بتانے پر کہ اہل اسلام کے ہاں خدائے مالک الملک کی بابت ایسی زبان روا نہیں، اس کی دلیل بھی یہی ہوتی ہے کہ وہ خدا اور مذہب کی اپنی تعبیر کیوں نہیں کرسکتا، اسے دین میں کسی اسٹینڈرڈ تعبیر کی پابندی کی کیا ضرورت؟ بلکہ کوئی 'سٹینڈرڈ' ہے کہاں، بس جس کو جو سوجھے!

اور وہ تیسرا بھی جسے تمام علمائے امت کے مقابلے پر کسی ایک جدت پسند 'محقق' کی پوری امت سے ہٹی ہوئی بات ہی 'دلیل' نظر آتی ہے اور اس 'دلیل' کے سوا وہ کچھ سننے کا روادار نہیں اور اس بنیاد پر وہ امت کے چودہ سو سال سے چلے آتے اعتقادات اور اعمال کو باطل ٹھہرانے کے مشن پر چل پڑا ہے۔

البتہ...... یہ سب ہیں معتبر۔ کیونکہ ان کے پاس 'میڈیا' ہے اور 'جدیدیت' کے صورت گر ان سب سے خوش!

مگر یہاں ایک چوتھا آدمی بھی ہے جو ان تینوں پر، اور ان کے علاوہ طبقوں پر، شدید سے شدید فتویٰ لگانا تقاضائے دین سمجھتا ہے۔ وہ بھی دین پر کسی 'علماء کے اجارہ' کو اتنی ہی شدت سے رد کرتا ہے! وہ بھی صرف اسی چیز کو 'دلیل' مانتا ہے جو خود اسے سمجھ آئے اور ایسی کسی 'دلیل' کے سوا کچھ اس کے یہاں قابل اعتناء نہیں: نہ علماء اور نہ مین اسٹریم، کوئی چیز خدا کے دین میں معتبر نہیں!

اب یہ دو گروہ ہیں...... ایک نے اپنی اِباحیت کے سرے پر 'دلیل' باندھ رکھی ہے۔ دوسرے نے اپنے تشدد کے دہانے پر 'دلیل' فٹ کروا رکھی ہے۔ 'دلیل' ہر کسی کی اپنی اپنی؛ اس پر کسی کا 'اجارہ' ہے نہیں۔ علمائے امت سے پوچھنے اور تعبیرِ دین میں اُن کے ہاں چلے آنے والے سٹینڈرڈز کا پابند رہنے پر نہ وہ فریق آمادہ اور نہ یہ۔ مین سٹریم (روایتی مسلم) طبقے اُس سے بھی پریشان اور اِس سے بھی۔ دونوں کا منہج ایک: 'میں خود دین کو جیسے سمجھوں؛ کوئی مجھے بتانے والا کون ہوتا ہے'!

کیا خیال ہے ان دونوں کو وہ چیز دے دی جائے جس پر چودہ سو سال سے علمائے امت کا حق چلا آتا ہے؟

مگر اس سے انکار اِس اکیسویں صدی میں ایک مشکل کام ہے۔ یوں کر لیتے ہیں 'کسی سے نہ پوچھنے' کا یہ حق اُس

ایک فریق کو دے دیتے ہیں جس سے میڈیا اور جدت پسند راضی ہیں۔ وہ خواتین کو نماز کی اگلی صف میں لا کھڑا کریں بلکہ نیویارک کی طرح لاہور، کراچی، اسلام آباد اور پشاور میں کسی دن عورتوں سے جمعہ پڑھوا دیں، اگلی صفوں میں عورتیں مرد کندھا ملائے ساتھ ساتھ۔ وہ خدا کی بابت اپنی اُس تمام یاوہ گوئی کو'ادب' کی دلیل سے جائز کرلیں اور اس کے نتیجے میں یہاں خدا اور اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں کے متعلق ہذیان بولنے کی کھلی ریت ہو جائے۔ یہ کیسا بھی نیا چاند چڑھا دیں۔ ''دین پر کسی کا اجارہ نہ ہونے'' کی دلیل سے ان کے لیے یہ سب جائز۔ البتہ وہ دوسرا فریق جوان بدزبانوں کی بابت شدت کی راہ چلنے کو'دلیل' کا تقاضا سمجھیں اور خود اپنے'اجتہاد' سے ان سے متعلق کوئی تصرف کریں ان کا'حقِ اجتہاد' جہالت اور ناجائز!

بھئی اگر قاعدہ یہ ہے کہ دین کی شرح و تعبیر ہر کسی کا حق ہے اور سبھی اپنے اپنے اطمینان کی شرح و تعبیر پر چلنے کے مجاز، تو پھر جسے جو چیز'دلیل' سے سمجھ آئے وہ اس پر چل کر کیوں تقربِ خداوندی حاصل نہ کرے!؟ مگر نہیں۔ دین کی تعبیر پر اجارہ کسی کا نہیں لیکن ایسا مشکل اور ذمہ داری کا کام'ہمارے' سوا کسی کے کرنے کا نہیں! سوائے یہ کہ دوسرے بھی وہ'سمجھ کی بات' کرلیں جو ہم کرتے ہیں، ہاں پھر یہ ان کا بھی حق ہے، بلکہ اس پر کوئی پابندی ہی نہیں ہے، بلکہ ان پابندیوں کے خلاف ہی تو ہماری یہ ساری تحریک ہے! مطلب یہ کہ مرکز'ہم' ہیں۔ (ایک ادبی و ابلاغی سٹیٹس کو۔ وَهَـٰذِهِ ٱلْأَنْهَـٰرُ تَجْرِي مِن تَحْتِيٓ ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ) وہی مغرب والی تفسیر:'آزادی' کا مطلب برہنہ پھرنے والوں کی آزادی نہ کہ تن ڈھانپ کر چلنے والوں کی! اس ایک بات کو سمجھ لیجیے، پھر یہ'آزادی' ہے البتہ سب کے لیے! بلکہ پورے ایک مسلک کا نام'آزادی' اور'لبرٹی' ہے، جس کے دروازے پوری دنیا کے لیے کھلے ہیں۔ اپنے دھرم کی سُبکی یا پامالی کوئی کیسے ہونے دے!

یعنی ایک چیز جس کا نام دھونس ہے اسے ہی آپ ایک مخصوص طبقے کے حق میں آزادی اور لبرٹی مانیے اور اس کا احترام اپنے اوپر فرض ٹھہرا لیجیے! غرض وہی پرانی لٹھ جو دنیا کے ہر دنگے اور فساد میں کام آتی رہی، اُسی کا نام آج چونکہ'رواداری'،'وسیع نظری' اور'کشادہ خیالی' رکھ دیا گیا ہے (خاص اس تفسیر کے ساتھ جو''میں'' ہی کرسکتا ہوں اور''میرے'' سوا کوئی نہیں) لہٰذا توقع رکھیے کہ جھگڑے اور فساد کی وہ ازلی جڑ ہی اس تبدیلیِ نام کی برکت سے آج دنیا کو امن کا گہوارہ بنا دینے والی ہے!

حضرات جاگیے! مذہب کے نام پر نئے نئے چاند چڑھانے والے یہ دونوں فریق (جدت پسند و شدت پسند) پوری قوم کو ایک ناقابلِ اندازہ مصیبت میں جھونک دینے والے ہیں، درحالیکہ قوم اس کی ضرورت مند نہیں۔ یہ دونوں'بیانیے' معاشرے میں ایک دوسرے کے وجود سے باقاعدہ تقویت پکڑتے ہیں۔ پھر ان دونوں کے'ڈائلیکٹ' میں قوم ایک پنڈولم بنتی چلی جاتی ہے۔ ان کو معاشرے میں پذیرائی ملنا یہاں ایک بڑی ہڑبونگ کا پیش خیمہ ہوگا، آپ کی قوم اس کی متحمل ہرگز نہیں۔ عقلاء کو مل کر ان دونوں کو غیر موثر بنانا ہوگا۔

نوٹ: کوئی فتویٰ کبھی بھی اگر مین اسٹریم علماء کی طرف سے آیا ہے تو نہ صرف وہ ہماری اس تنقید کا ہدف نہیں ہے بلکہ اس کی تائید اور تثبیت ہمارا مسلک ہے۔ (21رفروری2018ء)

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

پروفیسر خالد شبیر احمد

عہدِ حاضر کے مستشرقین یہ خیال کرتے ہیں کہ اسلام قصۂ پارینہ ہے۔ اب دین کی جگہ سائنس اور ٹیکنالوجی نے لے لی ہے اور یہی زمانے کی قیادت کا فرض ادا کرے گی۔ المیہ تو یہ ہے کہ خود مسلمانوں کے اندر بھی ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں جو انھی خیالات کا پرچار دن رات کرتے رہتے ہیں۔ انھیں اس بات پر اصرار ہے کہ قرآن وسنت دورِ حاضر کے مسائل کا حل پیش نہیں کر سکتے۔ بھلا ''سٹار وار'' ''سائبر وار'' کے دور میں قرآن کیا رہنمائی پیش کر سکتا ہے۔ جبکہ سائنسی علوم، فنی مہارت اور جدید فلسفۂ حیات کے تحت بنی نوعِ انسان مسلسل ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور دن بہ دن سائنسی علوم فنی مہارت، علم وفلسفہ اپنی افادیت کا رنگ بنی نوع انسان پر جماتا چلا جا رہا ہے۔

ہمیں اس بات سے انکار نہیں ہے کہ علوم وفنون میں مسلسل محنت کے نتیجے میں اہلِ مغرب نے آج انسانوں کی قیادت اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے تھام رکھی ہے۔ اس بات میں بھی شک کی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے کہ اہلِ مغرب نے اپنے علم کے بل بُوتے پر سمندروں کی تہہ تک کو مسخر کر لیا ہے اور فضاؤں کی بلندیاں ان کی علمی کاوش کے آگے سجدہ ریز ہیں۔ یہ بات بھی ٹھیک اور درست ہے کہ مادی تہذیب وترقی ان علوم وفنون نے انسانی زندگی کو آسان اور سہل بنا کے انسانوں کے لیے آسودگی اور راحت کے سامان مہیا کیے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ کیا یہ بات حقیقت کی صورت میں ہمارے سامنے نہیں ہے کہ اس آسودگی اور راحت کے باوجود آج کا انسان ذہنی اور فکری سطح پر مضطرب اور بے چین بھی ہے۔ جس تیزی کے ساتھ زمانہ مادی میدان میں ترقی کرتا چلا جا رہا ہے اُسی تیزی کے ساتھ انسان اخلاقی طور پر بے راہ روبھی ہوتا جا رہا ہے۔ نفسیاتی قلق اور زندگی کے ہر میدان میں فکری تضادات کے لحاظ سے ہم پچھلے لوگوں سے کہیں آگے بڑھ چکے ہیں۔ جس قدر ہماری گرفت تہذیب وتمدّن کے میدان میں مضبوط ہوتی چلی جا رہی ہے اسی قدر ہم اخلاقی اور روحانی میدان میں ہم پست ذہنیت کا شکار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس کی وجہ اس کے سوال اور کوئی نہیں کہ اہلِ مغرب نے انسانی مسائل کو صرف عقل ودانش کے ترازو میں تولا اور صرف مادی تہذیب وترقی کو ہی اپنی منزل قرار دے کر اپنی علمی کاوشوں اور فنی صلاحیتوں کو محض مادی ترقی تک ہی محدود کیے رکھا۔ آخر ایسا کیوں ہوا، کیوں کیا گیا؟ اس لیے کہ انھوں نے دنیا سے دین کو خارج کر کے محض دنیاوی آسودگی پر اپنی نظریں جما دیں۔ سٹیٹ سے چرچ کو خارج کر دیا گیا اور اپنی سیاست کے منہ میں دین کی لگام ڈالنے سے فکری اور علمی طور پر انکار کر دیا کہ دین کا دنیا کے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہے۔ دین قصۂ پارینہ ہے۔ نظریات کو حد سے زیادہ اہمیت دے کر اسے دین سمجھ لیا گیا اور دین کو اپنی علمی اور سیاسی زندگی سے نکال کر شترِ بے مہار کی طرح اندھا دھند بڑھتے چلے گئے، آسودگی، راحت اور آسائش حاصل ہوگئی مگر اطمینانِ قلب سے محروم ہو گئے۔ اخلاقی اور روحانی اقدار سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کا انسان جس قدر اپنے علم وفضل اور فنی صلاحیتوں سے کام لے کر ہواؤں اور فضاؤں کو مسخر کر چکا ہے، اُسی قدر انسانی اوصاف سے بغاوت کر کے اپنے آپ کے لیے خود ہی بہت بڑا خطرہ بھی بن

چکا ہے۔ دین سے دوری اور دنیاوی ترقی نے مل کر آج انسان کو ایک ایسے مقام پر بٹھا دیا ہے جہاں وہ خود اپنے آپ سے خوف زدہ ہے۔ مادی ترقی نے اس کے اندر اپنی خواہشات کی غلامی کا مرض اس شدت سے پیدا کر دیا ہے کہ آج کا انسان خود انسان کے لیے ایک خطرہ بن کے رہ گیا ہے۔ یہ صورت حال محض اور محض دین سے دوری دینی اقدار سے بغاوت اور دین کو سیاست سے خارج کر دینے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ آج کے انسان کو تہذیب و ترقی کے حوالے سے دیکھا جائے تو وہ ایک دیو ہیکل مجسمے کی صورت میں نظر آتا ہے۔ لیکن اگر اخلاقی اقدار اور روحانی معیار کے حوالے سے اس پر نگاہ ڈالی جائے تو یہی انسان کوتاہ قامت اور بونا انسان بن چکا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک طرف انسان کی قوت ایجاد بڑھتی چلی گئی تو دوسری طرف وہ نفسیاتی بے قراری اور اضطراب میں مبتلا ہو کر عقائد سے بغاوت کے سبب اطمینانِ قلب سے محرومی اور اخلاقی اقدار کے فقدان سے بھی دوچار ہوتا چلا گیا۔

چنانچہ جدید دور کے اس انسان کی یہ دورنگی ایک ایسے بحران کو جنم دے رہی ہے کہ جس پر اگر قابو نہ پایا گیا تو انسان اپنی اس بے دین بنیادوں پر استوار ہونے والی تہذیب و تمدن، علم و فضل اور سائنسی ترقی کے ہاتھوں خود ہی خودکشی پر مجبور ہوگا۔ مصور پاکستان علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے انھی خدشات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ پیش گوئی کر دی تھی:

تمھاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی　　جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

دینی اقدار کو پسِ پشت ڈال کر دنیاوی امور کی اصلاح سے بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی انسان نے خوفِ خدا سے بے نیاز ہو کر اپنی وجاہت اور چودھراہٹ کو قائم رکھنے کی کوشش کی ہے انسانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ آج ہمارے ملک پاکستان میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ اور اس کی بھی وہی وجہ ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ دین کی حکمرانی کا وعدہ کر کے پاکستان بنا تو اس میں بھی وہی کچھ ہوا جس کا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ ہم نے اپنی سیاست سے دین کو نکال کر جو کچھ حاصل کیا ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔ عدلیہ، پارلیمنٹ انتظامیہ اور ریاست کا چوتھا ستون میڈیا، ان میں کہاں ہے دین؟ کہاں ہیں دینی عقائد و اقدار کے تحفظ کے لیے کوشش، علامہ اقبال کو مصوّرِ پاکستان کہنے والے ہمارے سیاست دان، ہماری عدلیہ کے ارکان، ہمارے میڈیا کے پردھان، ہماری حکومت کے ارباب بست و کشاد یہ سب کون سا کام دین کے حوالے سے کر رہے ہیں۔ ہم نے بھی اہل مغرب کی طرح دین کو سیاست سے الگ کر کے وہی غلطی کی ہے جو اہل مغرب نے کی۔ حالانکہ علامہ اقبال نے تو یہ تک کہہ دیا تھا کہ:

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت　　ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا

انھوں نے تو یہ بھی کہا تھا:

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشہ ہو　　جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

انھوں نے تو یہ بھی کہا تھا:

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام　　چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

دین کی طرف لوٹ آنے میں ہماری ہر نوع کی ترقی کا راز مضمر ہے۔ دین کی طرف لوٹ آیئے، امیر شریعتؒ کا بھی یہی قول ہے کہ اس دھرتی پر اس وقت تک امن نہیں ہوگا جب تک دین کا قانون نافذ نہیں ہوتا۔

قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد کے نام کھلا خط

مولانا زاہد الراشدی

(مولانا زاہد الراشدی کا ایک اہم خط جو انھوں نے اب سے تقریباً ربع صدی قبل اس وقت کے قادیانی گروہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد کے نام لکھا تھا۔ جو ان کو بھجوانے کے ساتھ ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ کے ستمبر ۱۹۹۵ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ مرزا طاہر احمد، مرزا قادیانی کے پوتے تھے، اور مرزا مسرور احمد کے دادا مرزا شریف ہیں جو مرزا قادیانی کے چھوٹے بیٹے تھے۔ اگرچہ احوال میں اسی طرح کی کچھ جزوی تبدیلیاں واقع ہو چکی ہیں [مثلاً وارث دین محمد مرحوم کے انتقال کے بعد لوئیس فرخان کے ارتداد کا حال] مگر مرکزی صورتحال جوں کی توں ہے اس لیے مولانا راشدی نے وہی خط اب قادیانی امت کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور احمد کے نام جاری کیا، اور اپنے کالم میں شائع کیا۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر شاملِ اشاعت ہے)

جناب مرزا مسرور احمد صاحب

سربراہ قادیانی جماعت، مقیم برطانیہ

السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

گزارش ہے کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اس سال پھر اپنی سالانہ رپورٹ میں پاکستان میں قادیانی جماعت کے مبینہ انسانی حقوق کی پامالی کا ذکر کیا ہے اور متعدد قادیانیوں کے خلاف درج مقدمات کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے حکومتِ پاکستان کو اس کا ملزم ٹھہرایا ہے۔ میں اس خط کے ذریعے اسی اہم مسئلہ پر آپ سے مخاطب ہو رہا ہوں کیونکہ یہ مسئلہ اس وقت نہ صرف مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین تنازعہ اور کشیدگی میں شدت کا باعث بنا ہوا ہے بلکہ بین الاقوامی اداروں اور لابیوں کے ہاتھ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک ہتھیار کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں آپ کو حقائق و مسلمات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ سے کوئی ایسا معقول طرز عمل اختیار کرنے کی اپیل کی جائے جو اس کشیدگی میں کمی کا باعث بن سکے اور فریقین اپنی بہترین توانائیاں اور صلاحیتیں اس محاذ آرائی پر صرف کرنے کی بجائے انہیں مثبت مقاصد کے لیے استعمال میں لا سکیں۔

جناب مرزا صاحب! آپ کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی نے آج سے ایک صدی قبل نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور نئی وحی کے حوالے سے اپنی تعلیمات پیش کرنے کا آغاز کیا تھا، جسے امت مسلمہ کے تمام علمی و دینی حلقوں نے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت اور اس کی تیرہ سو سالہ اجماعی تعبیر سے انحراف قرار دیتے ہوئے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا اور مرزا صاحب اور ان کے پیروکاروں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے کر ان سے مکمل لاتعلقی کا اعلان کیا تھا۔ جبکہ دوسری طرف

مرزا صاحب اور ان کے جانشینوں نے مرزا صاحب پر نازل ہونے والی مبینہ وحی الٰہی پر ایمان لانے کو ضروری گردانتے ہوئے ایمان نہ لانے والوں یعنی دنیا بھر کے مسلمانوں کو اپنا ہم مذہب تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ اور اس طرح مسلمان اور قادیانی دونوں فریق اس نکتہ پر متفق ہوگئے تھے کہ دونوں گروہ ایک مذہب کے پیروکار نہیں ہیں بلکہ دونوں کا مذہب الگ الگ ہے اور ان میں مذہبی طور پر کوئی نقطہ اتحاد موجود نہیں ہے۔ یہ ایک واقعاتی حقیقت ہی نہیں بلکہ مذاہب عالم کے درمیان ہزاروں سال سے کارفرما ایک مسلمہ اصول بھی ہے جس کی بنیاد پر مذاہب ہمیشہ سے ایک دوسرے سے الگ شمار ہوتے چلے آرہے ہیں۔ لیکن قادیانی جماعت عملاً اس حقیقت اور اصول پر عمل پیرا ہونے کے باوجود خود کو مسلمان کہلانے پر اصرار کر کے اس اصول کی مسلسل خلاف ورزی کر رہی ہے جو مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین موجودہ تنازعہ اور کشیدگی میں اصل وجہ نزاع ہے۔

قادیانی جماعت کا کہنا ہے کہ چونکہ وہ قرآن کریم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتی ہے اس لیے اسے مسلمان کہلانے کا حق ہے۔ لیکن یہ موقف مذاہبِ عالم کے تاریخی تسلسل میں کسی طور پر بھی قابل قبول نہیں ہے۔ آپ خود تاریخ پر نظر ڈال لیجئے۔ یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور توراۃ پر ایمان رکھتے ہیں۔ جبکہ عیسائی بھی ان دونوں پر ایمان رکھتے ہیں لیکن ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور انجیل کو بھی مانتے ہیں، اس لیے وہ حضرت موسیٰؑ اور توراۃ پر ایمان رکھنے کے باوجود یہودی نہیں کہلاتے بلکہ ایک الگ مذہب کے پیروکار شمار ہوتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سمیت تمام انبیاء سابقین کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں اور توراۃ، زبور اور انجیل سمیت تمام سابقہ کتب و صحائف کو سچا مانتے ہیں، لیکن چونکہ وہ ان سب کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کریم پر بھی ایمان رکھتے ہیں اس لیے وہ نہ یہودی کہلا سکتے ہیں نہ عیسائی بلکہ ان دونوں سے الگ ایک نئے مذہب کے پیروکار تسلیم کیے جاتے ہیں۔

یہ مذاہب عالم کا تاریخی تسلسل ہے جس سے انکار ممکن نہیں ہے۔ اور مسلمانوں کا یہ موقف اسی تاریخی تسلسل کا حصہ ہے کہ قادیانی گروہ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت اور ان پر نازل ہونے والی مبینہ وحی پر ایمان رکھتا ہے اور اس پر ایمان کو اپنے مذہب میں شمولیت کی لازمی شرط قرار دیتا ہے اس لیے وہ حضرت محمدؐ اور قرآن کریم پر ایمان کے دعوے کے باوجود ملتِ اسلامیہ کا حصہ نہیں ہے بلکہ ایک الگ اور نئے مذہب کا پیروکار ہے۔

مذاہب عالم کے مسلمہ اصول اور تاریخی تسلسل کے ساتھ ساتھ مختلف مذاہب کے درمیان جداگانہ شناخت اور پہچان کے نقطۂ نظر سے بھی ضروری ہے کہ قادیانی گروہ چونکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اپنا ہم مذہب تسلیم نہیں کرتا اس لیے وہ ان سے اپنی شناخت الگ کرے اور الگ نام اختیار کرنے کے علاوہ مذہبی علامات اور اصطلاحات بھی الگ وضع کرے،

تا کہ دونوں کے درمیان جداگانہ تشخص اور امتیاز قائم ہو جائے اور کوئی فریق دوسرے کے حقوق پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے امت نے قادیانیوں کے بارے میں، اس بات سے قطع نظر کہ نبوت کے نئے دعوے داروں کے حوالہ سے جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ و خلفائے راشدین کے طرزِ عمل کی روشن میں ایک اسلامی حکومت کی ذمہ داری کیا ہے، مفکر پاکستان علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی تجویز پر صرف اس بات پر قناعت کر لی کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان جداگانہ مذہبی تشخص قائم کر دیا جائے اور قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک نئے مذہب کا پیروکار تسلیم کر لیا جائے۔ چنانچہ پاکستان میں قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور قانونی طور پر اسلام کا نام اور مسلمانوں کی مذہبی علامات و اصطلاحات کے استعمال سے روک دینے کے اقدامات کیے گئے۔ جنھیں آج قادیانیوں کے انسانی حقوق کی پامالی کا عنوان دے کر ملت اسلامیہ اور پاکستان کے خلاف مسلسل مہم چلائی جا رہی ہے۔

جناب مرزا صاحب! ''انسانی حقوق'' کے حوالے سے بھی دیکھا جائے تو اصل صورتحال اس سے مختلف ہے کیونکہ مذہبی تشخص اور ملی شناخت کے تحفظ کا حق دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کی طرح مسلمانوں کو بھی حاصل ہے۔ اور انہیں مسلمہ طور پر یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی ایسے گروہ کو اپنا نام استعمال نہ کرنے دیں اور اپنی مذہبی اصطلاحات و علامات کے استعمال سے روکیں جو ان سے الگ مذہب رکھتا ہے، اور وہ اپنا یہ جائز حق استعمال کر کے کسی پر زیادتی نہیں کر رہے اور نہ کسی کا کوئی حق پامال کر رہے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس قادیانی جماعت اپنے مذہب کو مسلمانوں کے مذہب سے الگ قرار دیتے ہوئے بھی اسلام کا نام اور مسلمانوں کی علامات و اصطلاحات کے استعمال پر اصرار کر کے مسلمانوں کی مذہبی شناخت کو مجروح کر رہی ہے اور ان کے جداگانہ مذہبی تشخص کو پامال کر رہی ہے جو دنیا بھر کے ایک ارب سے زائد مسلمانوں کے انسانی حقوق کی صریح خلاف ورزی ہے۔ قادیانی جماعت کا یہ طرزِ عمل مذاہب عالم کے تاریخی تسلسل اور مذاہب کے درمیان فرق و امتیاز کے مسلمہ اصول سے انحراف ہے اور مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان موجودہ تنازعہ اور کشیدگی میں یہی اصل وجہ نزاع ہے۔

اس ضمن میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت کی دو معاصر تحریکوں کے طرزِ عمل کا بھی حوالہ دیا جائے۔ ایک امریکہ کے سیاہ فام لیڈر ایلیج محمد کی تحریک ہے جنہوں نے اسی صدی کے دوران اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا لیکن ساتھ ہی نبوت کا دعویٰ کر دیا اور نئی مبینہ وحی کے حوالے سے اپنی تعلیمات پیش کیں، جنہیں ظاہر ہے کہ مسلمانوں نے مسترد کر دیا۔ ایلیج محمد کے پیروکاروں کی ایک بڑی تعداد آج بھی موجود ہے لیکن ان کے فرزند جناب وارث دین محمد نے حق کے واضح ہونے کے بعد اپنے باپ کے غلط عقائد سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے ملتِ اسلامیہ کے اجماعی عقائد کو قبول

کرنے اور امت کے اجتماعی دھارے میں شامل ہونے کا اعلان کر دیا اور آج وہ امریکہ میں صحیح العقیدہ مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کی قیادت کر رہے ہیں۔ اور دوسری تحریک ایران کے بابیوں اور بہائیوں کی ہے جس کے بانی محمد علی باب اور بہاء اللہ نے نبوت اور نئی وحی کا دعویٰ کیا لیکن ساتھ ہی مذاہب عالم کے مسلمہ اصول کا احترام کرتے ہوئے اپنا نام اور مذہبی شناخت مسلمانوں سے الگ کر لی اور مسلمان کہلانے یا خود کو مسلمانوں کی صف میں شامل رکھنے پر اصرار نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب کے بنیادی اختلاف کے باوجود ان کے ساتھ مسلمانوں کا اس طرز کا کوئی تنازعہ موجود نہیں ہے جس طرح کا تنازعہ قادیانیوں کے ساتھ چل رہا ہے۔

جناب مرزا صاحب! یہ ایک نظر آنے والی واضح حقیقت ہے کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان موجودہ کشمکش کی اصل وجہ مذاہب کا اختلاف نہیں بلکہ مذہبی اختلاف کے منطقی نتائج کو تسلیم نہ کرنا ہے۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ اسے تسلیم نہ کرنے کی تمام تر ذمہ داری قادیانی جماعت پر عائد ہوتی ہے کیونکہ مسلمانوں کا موقف بالکل واضح ہے کہ قادیانی گروہ کا مذہب مسلمانوں کے مذہب سے الگ ہے اس لیے وہ مسلمانوں کا نام اور اصطلاحات استعمال کر کے اشتباہ پیدا نہ کرے اور نہ ہی مسلمانوں کی مذہبی شناخت اور تشخص کو مجروح کرے، بلکہ اپنے لیے الگ نام اور علامات و اصطلاحات وضع کر کے اس کشیدگی کے خاتمہ کی طرف قدم بڑھائے۔

ان گزارشات کے ساتھ آنجناب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک غلط اور غیر منطقی موقف پر ضد کر کے نہ خود پریشان ہوں اور نہ مسلمانوں کو پریشان کریں۔ بلکہ بہتر بات تو یہ ہے کہ جناب وارث دین محمد کی طرح غلط عقائد سے توبہ کر کے ملتِ اسلامیہ کے اجماعی عقائد کی بنیاد پر امتِ مسلمہ کے اجتماعی دھارے میں شامل ہو جائیں، آپ کے اس حقیقت پسندانہ فیصلہ کا پوری امتِ مسلمہ کی طرف سے خیر مقدم کیا جائے گا۔ اور اگر یہ آپ کے مقدر میں نہیں ہے تو بابیوں اور بہائیوں کی طرح اپنی مذہبی شناخت مسلمانوں سے الگ کر لیں اور پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ کا جمہوری فیصلہ قبول کر کے غیر مسلم اقلیت کا جائز اور منطقی کردار اختیار کر لیں۔ اس کے سوا کوئی تیسرا راستہ معقولیت اور انصاف کا راستہ نہیں ہے اور نہ ہی آپ مغربی حکومتوں اور لابیوں کے سہارے کسی غلط اور نامعقول موقف کو مسلمانوں سے منوا سکتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ گزارشات آپ کو مثبت اور صحیح رخ پر سوچنے کے لیے ضرور آمادہ کر سکیں گی۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

ابوعمار زاہد الراشدی

خطیب مرکزی جامع مسجد، گوجرانوالہ، پاکستان

آزاد کشمیر اسمبلی میں ''ختم نبوت بل'' کی منظوری
اور تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کا کردار

محرک قرارداد ختم نبوت میجر (ر) محمد ایوب خان شہیدؒ سے وزیر اعظم راجہ محمد فاروق حیدر خان تک کا پس منظر

محمد مقصود کشمیری

ریاست کی مقامی جماعت تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کی جانب سے پوری امت مسلمہ کے لیے باعث خوشی ہے کہ تحریک آزادی کے بیس کیمپ کی قانون ساز اسمبلی کے مشترکہ اجلاس میں ۶ فروری ۲۰۱۸ کو ۳ بجکر ۵۲ منٹ ۵۷ سیکنڈ پر ایک بل متفقہ طور پر اراکین کی جانب سے منظور کیا گیا، جسے ختم نبوت بل کہا جاتا ہے، ۶ فروری کا دن آزاد کشمیر کی تاریخ میں پوری امت مسلمہ کے لیے ایک اعزاز اور یادگار کے طور پر محفوظ ہو گیا کہ اس دن آزاد کشمیر کی اسمبلی سے منکرین ختم نبوت قادیانیوں (احمدی، لاہوری) کے تمام گروپوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور اس ضمن میں قانون سازی بھی کی جائے گی، (ان شاء اللہ) اس سارے عمل کے پیچھے ایک طویل داستان اور ایک ایسی ریاستی جماعت کی محنت اور کردار شامل ہے جسے تاریخ میں تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے نام سے لکھا جائے گا۔ ۲۰۰۳ء سے تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر نے بیس کیمپ کے اندر قانونی دائرہ کار میں رہتے ہوئے قادیانیوں کی کفریہ سرگرمیوں کی روک تھام کی کوشش جاری رکھی ہوئی ہے، یقینی طور پر یہ ایک تاریخی جدوجہد تھی جسے اللہ پاک نے کامیابی سے ہمکنار فرمایا اور موجودہ حکومت کے وزیر اعظم راجہ فاروق حیدر خان کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ آزاد کشمیر میں میجر (ر) محمد ایوب مرحوم کی ۲۹ اپریل ۱۹۷۳ کو پیش کردہ قرارداد ختم نبوت جس پر راجہ فاروق حیدر خان کی والدہ محترمہ اور چچا لطیف خان کے بھی دستخط شامل تھے، آج ۴۵ سال بعد منگل کے روز آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی میں قانون سازی کے لیے بل کی صورت میں متفقہ طور پر پاس ہونے والی بارہویں ترمیم سے آزاد کشمیر کی تاریخ میں پہلی بار مسلم اور غیر مسلم کی تعریف کر دی گئی جسے آئینی حیثیت بھی حاصل ہو گئی۔ دی آزاد جموں و کشمیر انٹر کانسٹیٹیوشن ایکٹ ۲۰۱۸ء کے نام سے موسوم اس بل میں قادیانیوں سمیت تمام غیر مسلم ادیان اور مذاہب کی تعریف کے ساتھ مسلمان کی بھی تعریف کر دی گئی ہے، اس بل کی منظوری کے بعد قادیانی خود کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے۔ مسجد طرز پر اپنا گرجہ تعمیر کرنے، اذان دینے اور تبلیغ کرنے پر بھی پابندی عائد کر دی گئی جبکہ جملہ شعائر اسلام جن میں مسجد کے مینار، اپنی عبادت گاہ پر کلمہ اسلام لکھنے سمیت تمام اسلامی رسومات اور عبادات سرعام کرنے پر پابندی عائد ہو گی، ضلعی سطح پر انتظامیہ اور پولیس کو پابند بھی کیا جائے گا۔ جبکہ اس بل کے ذریعے آزاد کشمیر کی ۷۰ سالہ تاریخ

میں پہلی بار عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ مت، پارسی، احمدی، لاہوری، مرزائی اور بہائی بھی قانون سازی میں غیر مسلم کی تعریف میں شامل کر دیئے گئے۔ وفاقی قانون کے تحت مندرجہ بالا تمام مذاہب اور فرقے غیر مسلم قرار دیئے گئے ہیں جسے آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی نے من وعن ریاست کے لیے منظور کرلیا ہے۔

اس خبر سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں ایک طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی ہر طرف سے مبارکباد کے پیغامات موصول ہونا شروع ہوئے بالخصوص حرمین شریفین میں مقیم احباب نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ سلام پیش کیا اور اراکین اسمبلی کے لیے دعائیں کی گئیں، دوسری طرف کچھ احباب کو یہ تشویش لاحق تھی کہ آزاد کشمیر میں قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی سے پہلے غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا تو اب 6 فروری 2018 کو ختم نبوت بل کی منظوری کا کیا مطلب؟

ایسے تمام دوست واحباب کی معلومات میں اضافے اور ریکارڈ کی درستگی کے لیے ’’ختم نبوت بل‘‘ کا پس منظر اور اس صورت حال سے قارئین کے لیے چند سطور ضبط تحریر لانے کی کوشش کروں گا کہ تا کہ حقائق سب کے سامنے رہیں، پاکستان میں 1953 اور پھر 1973 میں منکرین ختم نبوت اور فتنہ مرزائیت کے خلاف بھرپور تحریکیں چل رہی تھیں ہزاروں جانثاران آقا علیہ السلام کی عزت وحرمت اور ختم نبوت کی حفاظت کے لیے جان نچھاور کر چکے تھے، قادیانیت اس قدر ملک میں مضبوط تھی کہ ہر طرف ملک بھر میں ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگ رہے تھے اور ہزاروں شہداء کی قربانیوں کے باوجود اس کے نتائج سامنے نہیں آرہے تھے، ان حالات میں آزاد کشمیر کے ضلع باغ سے تعلق رکھنے والے عظیم انسان میجر (ر) محمد ایوب خان مرحوم نے سفر حرمین شریفین کے دوران ہی ان منکرین ختم نبوت کے خلاف آئینی راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا، اپریل 1973 کو مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس میر پور میں منعقد ہوا جس کی صدارت غازی ملت سردار محمد ابراہیم خان کی اور اس وقت کے صدر مجاہد اول سردار محمد عبدالقیوم خان نے بھی اجلاس میں خصوصی طور پر شرکت کی، قرارداد ختم نبوت کے محرک میجر (ر) محمد ایوب خان مرحوم نے سفر حرمین سے وطن واپسی پر 22 مارچ 1973ء کو آزاد جموں وکشمیر اسمبلی میں مندرجہ ذیل قرارداد جمع کرائی تھی:

(ا) مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(ب) آزاد کشمیر میں مقیم مرزائیوں کو رجسٹرڈ کیا جائے اور اقلیت کی بنیاد پر ہر سطح پر نمائندگی دی جائے۔

(ج) ریاست جموں وکشمیر کے مستقبل کے فیصلے تک ریاست میں مرزائیوں کا داخلہ بند کیا جائے۔

(د) آزاد کشمیر میں مرزائیت کی تبلیغ کو قانوناً جرم قرار دیا جائے۔

آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی نے قانون سازی کا مندرجہ ذیل طریقہ اپنایا۔ 29 اپریل 1973ء کو قرارداد پر بحث ہوئی۔

ممبران کی اکثریت نے اس پر اتفاق رائے دیا، اس قرارداد پر جن ممبران نے دستخط کیے تھے ان میں موجودہ وزیراعظم راجہ فاروق حیدر خان کی والدہ محترمہ سعیدہ خانم، اور چچا لطیف خان کے دستخط بھی شامل تھے، اس وقت کے ممبران کی اکثریت آج اس دنیا میں نہیں تاہم ان میں سے دو ممبران سردار سکندر حیات اور خان بہادر خان ابھی تک زندہ ہیں، 1973 کی اسمبلی نے میجر (ر) محمد ایوب کی پیش کردہ قرارداد سے جو شقیں پاس کی اُس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

(ا) مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

(ب) آزاد کشمیر میں مقیم مرزائیوں کو رجسٹرڈ کیا جائے۔

(ج) آزاد کشمیر میں مرزائیت کی تبلیغ کو قانوناً جرم قرار دیا جائے۔

انتہائی مخدوش حالات میں میجر (ر) محمد ایوبؒ کی جانب سے اس قرارداد کا پیش کیا جانا یقیناً بڑا کارنامہ تھا، جس کے بعد پوری دنیا کے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور پاکستان کی مذہبی جماعتوں نے بھی اس مسئلے کو اسمبلی کے فورم پر لے جانے کی تیاری کی، آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستان کی قومی اسمبلی سے 7 ستمبر 1974ء کو طویل بحث کے بعد متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد قانون سازی کر کے قادیانیوں کے لیے حدود و قیود کا تعین کیا گیا، پاکستان میں عقیدہ ختم نبوت کو تحفظ دیتے ہوئے صدر اور وزیراعظم کے حلف ناموں اور شناختی کارڈ کے فارموں میں ختم نبوت پر حلف کا کالم شامل کیا گیا، مگر اِس کے باوجود قادیانی اِسلامی شعائر کا بے دھڑک استعمال کرتے رہے، یہاں تک کہ 26 اپریل 1984 کو صدر محمد ضیاالحق نے امتناع قادیانیت آرڈی ننس جاری کر کے قادیانیوں کی طرف سے اِسلامی شناخت کے استعمال کا راستہ روک دیا۔

آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی نے اگرچہ 1973 میں ایک قرارداد کے زریعے قادیانیوں کی غیر مسلم حیثیت کا تعین کر دیا تھا، مگر بعض خفیہ عناصر اور قادیانی نوازوں کے مفاداتی ہتھکنڈوں کی بدولت اسمبلی کی یہ قرارداد ختم نبوت آزاد کشمیر کے آئین کا حصہ نہ بن سکی، قادیانی اِس دستوری سقم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آزاد کشمیر میں اسلامی شعائر کے استعمال اور اپنی اِرتدادی سرگرمیوں میں آزادی سے مصروف رہے۔

آزاد کشمیر کے ضلع کوٹلی میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور ضلع میں 18 کفریہ مراکز کی تعمیر کے بعد بڑالی کے مقام پر جنگلات کی 8 کنال اراضی پر قبضہ اور مرکزی ہیڈ کوارٹر کی تعمیر کی کوشش کو الحمد للہ ناکام بنانے کے بعد کوٹلی میں مقامی ساتھیوں نے اس کفر کا راستہ روکنے کا فیصلہ کرتے ہوئے 2003 میں تحریک تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی اس وقت تحریک کا دائرہ کار صرف ضلع کوٹلی تک ہی تھا جسے کے بانیوں میں حاجی محمد عارف مغل مرحوم اور معروف سماجی کارکن جمیل

احمد مغل کا نام سرفہرست رہا، تاہم تحریک کے موجودہ صدر قاری عبدالوحید قاسمی مدظلہ کی معاونت اس وقت بھی شامل حال تھی، اس وقت انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے صدر مولانا محمد الیاس چینوٹی تحریک کی دعوت پر تین دن کے لیے کوٹلی تشریف لائے اور پہلی مرتبہ کوٹلی میں ردقادیانیت کورس پڑھایا، گاہے بگاہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حضرات آزادکشمیر میں تشریف لاتے رہے تاہم مستقل بنیادوں پر پاکستان کی جماعتوں کی جانب سے آزادکشمیر میں ختم نبوت کا نہ تو دفتر قائم تھا اور نہ ہی فتنہ قادیانیت سے بچانے کے لیے کوئی لائحہ عمل......

2007ء میں معروف بزرگ ولی کامل پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی زیر سرپرستی اور قاری عبدالوحید قاسمی کی زیر صدارت تحریک کا دائرہ پورے آزادکشمیر میں پھیلا دیا گیا اور محرک قرارداد ختم نبوت میجر (ر) محمد ایوبؒ کے داماد کرنل (ر) عبدالقیوم خان کی زیر سرپرستی نوجوان علمائے کرام پر ایک مجلس شوریٰ تشکیل دی گی جس میں مولانا عبداللہ شاہ مظہر، مولانا عتیق الرحمٰن دانش، مولانا رضوان حیدر، ڈاکٹر ابرار احمد مغل، قاری عبدالقیوم فاروقی، عبدالخالق نقشبندی، کے نام شامل تھے۔

2008ء میں، تحریک تحفظ ختم نبوت آزادکشمیر کے میڈیا سیل نے قادیانیوں کی آزادکشمیر میں سرگرمیوں پر تفصیلی رپورٹ شائع کی جس میں قادیانیوں کے ارتدادی مراکز، سرکاری ملازمت بالخصوص شعبہ تعلیم میں ان کی سرگرمیاں منظر عام پر آئیں تو تحریک کے راہنماؤں نے باہمی مشاورت سے دعوتی وتبلیغی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کو قانونی طور پر بھی نکیل ڈالنے کا فیصلہ کیا، جب آزادکشمیر کے آئین اور قانون کی طرف غور کیا گیا تو یہ حیرانگی کے طور پر یہ بات سامنے آئی کہ آزادکشمیر کے آئین میں عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے سُقم ہے، اور 29 اپریل 1973ء کو میجر (ر) محمد ایوب مرحوم کی قرارداد پر بھی کوئی قانون سازی نہیں ہوسکی، جس پر تحریک کے راہنماؤں نے اس قرارداد کو آئین کا حصہ بنوانے کے لیے جدوجہد شروع کرتے ہوئے ایک طرف ریاست بھر میں تبلیغی اور دعوتی میدان میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کے کفریہ عقائد ونظریات سے عوام الناس میں بیداری مہم شروع کی گئی، مختلف علاقوں میں کانفرنسیں شروع کیں، قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزامسرور کے رضاعی بھتیجے نومسلم بھائی حاجی شمس الدین کو خصوصی طور پر قادیانیت سے متاثرہ علاقہ کوٹلی اور گوئی میں ان کے بیانات کرائے گئے، جب کہ 2009ء سے شبان ختم نبوت پاکستان کے نوجوان علمائے کرام مولانا سید انیس شاہ، مولانا منیر احمد علوی، مولانا شفیع الرحمٰن، مولانا مبشر تنویر اور ان کی ٹیم نے تحریک تحفظ ختم نبوت آزادکشمیر کے دوستوں کے ساتھ مل کر دور حاضر کے جدید تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ملٹی میڈیا پروجیکٹر کے ذریعے مختلف موضوعات پر درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے، ان کورسز کی وجہ سے لٹریچر، دعوتی اور تبلیغی میدان میں الحمدللہ

ہزاروں افراد کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا اور صرف ضلع کوٹلی میں سینکڑوں قادیانیوں کو قادیانیت کے کفر سے تائب ہو کر قبول اسلام کی توفیق نصیب ہوئی، اس وقت تحریک کے ناظم شعبہ تبلیغ مولانا جمیل احمد شب و روز آزاد کشمیر کے مختلف علاقوں میں ''ختم نبوت کورس'' پڑھاتے ہیں جب کہ مظفر آباد اور کوٹلی میں ہر ماہ کو یہ کورس مستقل بنیادوں پر شروع کیا جا چکا ہے۔ (الحمدللہ)

اس طرح 29 اپریل 1973 کی قرارداد ختم نبوت کی تاریخی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے ہر سال 29 اپریل کو تاریخی دن کے نام سے ''یوم قرارداد ختم نبوت'' کا عنوان دیا گیا اور ریاست بھر میں 2008ء سے ''یوم قرارداد ختم نبوت'' اجتماعات کا سلسلہ شروع کیا گیا، اس سلسلہ میں کشمیری اخبارات کے چیف ایڈیٹر اور ایڈیٹر صاحبان کے ساتھ ایک نشست کا اہتمام اسلام آباد میں کیا گیا اور انہیں آزاد کشمیر کے آئین میں ختم نبوت کے سقم اور قادیانیت کی سرگرمیوں کی ساری صورتحال سے آگاہ کیا گیا میڈیا سے وابستہ دوستوں بالخصوص راجہ کفیل، خواجہ متین، شاہد راٹھور، عمر فاروق، عبدالواجد خان، شہزاد راٹھور کا اس عرصہ میں تحریک کے ساتھ خصوصی تعاون شامل رہا، اور کشمیری اخبارات تحریک کے مطالبات کو موثر انداز میں حکومت تک پہنچانے میں ایک طرف مددگار ثابت ہوئے اور دوسری طرف حکومتی اور ممبران اسمبلی سے ملاقاتوں میں ان کی توجہ مبذول کراتے ہوئے آزاد کشمیر میں بڑھتی ہوئی قادیانیوں کی سرگرمیوں کو قانونی طور پر روکنے کے لیے حکومت کو تحریری طور پر ایک درخواست دی گئی کہ ختم نبوت ؐ کے متعلق قرارداد کو لاگو کیا جائے اور قادیانیوں کی سرگرمیوں وغیرہ کو روکا جائے، جس پر محکمہ قانون کی جانب سے بحوالہ لیٹر نمبر 224/2009 مورخہ 20-03-2009 کو جواب دیا گیا کہ '' آزاد کشمیر پینل کوڈ میں ایک ترمیم کے ذریعے سیکشن 298-C کا اضافہ کیا گیا ہے جس کے تحت کوئی شخص جو قادیانی یا لاہوری گروہ سے (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے پکارتے ہیں) وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں یا اپنے عقیدے کو اسلام کہتے ہیں یا اپنے عقیدے کی تبلیغ و اشاعت کرتے ہیں یا دوسروں کو اپنا عقیدہ ماننے پر اکساتے ہیں (بطور اسلام) یا الفاظی یا بول چال یا تحریری یا بصری حرکات یا کسی بھی طرز سے جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچے تو اسے تین سال تک کی قید اور جرمانہ کی سزا ہو گی۔

لیکن اس کے باوجود آزاد کشمیر میں قادیانی شعائر اسلام کا استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اعلانیہ مسلمانوں کو مرتد بنانے میں مصروف رہے صرف ضلع کوٹلی میں قادیانیوں کے 18 ارتدادی مراکز جن کی شکل و صورت مساجد کی طرح ہے وہاں پر کفریہ سرگرمیوں سے مسلمانوں کے ایمان کو لوٹا جاتا رہا، تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کی جانب سے منعقد ہونے والے اجتماعات جس میں تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام، مشائخ عظام اور صدر ریاست، حکومت وقت کے وزیر اعظم، دیگر

ممبران اسمبلی کو مدعو کیا جاتا رہا اور ان کے سامنے ساری صورتحال رکھی جاتی رہی، اور تحریک کے ذمہ داران کی جانب سے اپنی کانفرنسوں میں حکومت وقت سے درج ذیل مطالبات کیے جاتے رہے،

☆ ۲۹/اپریل کی قرارداد کو ختم نبوت پر قانون سازی کی جائے،

☆ ۱۹۸۴ء میں پاس ہونے والے امتناع قادیانیت آرڈیننس کو قانون کا حصہ بنا کر قادیانیوں کو اس کا پابند بنایا جائے

☆ قادیانیوں کے ارتدادی مراکز جن کی شکل وصورت مساجد کی طرح ہے انہیں تبدیل کیا جائے اور قادیانیوں کے اخبار روزنامہ الفضل **MTA** ٹی وی چینلز و دیگر لٹریچر پر آزاد کشمیر میں پابندی لگائی جائے۔

☆ قادیانی اور مسلمان کے نکاح کو قانوناً جرم قرار دیا جائے جہاں جہاں ایسے نکاح موجود ہیں انہیں سرکاری طور پر منسوخ کیا جائے۔

☆ آزاد کشمیر میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے اور ۲۹/اپریل کو سرکاری طور پر یوم ختم نبوت منایا جائے اور اسی دن عام تعطیل کا اعلان بھی کیا جائے۔

☆ آزاد کشمیر کے تمام سرکاری و نجی سکولوں کے تعلیمی نصاب میں عقیدہ ختم نبوت ﷺ کی اہمیت پر کتاب شامل کی جائے پاکستان کی قومی اسمبلی کی طرح آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد ختم نبوت کو بھی شائع کیا جائے اور آئین میں پائے جانے والے سقم کو دور کر کے آزاد کشمیر کے آئین میں ختم نبوت اور قادیانیت کے حوالے سے اسی طرح الفاظ شامل کیے جائیں جس طرح پاکستان کے آئین میں وضاحت ہے۔

۱۴/اپریل سنہ ۲۰۲۱ء کو تحریک کے صدر قاری عبدالوحید قاسمی نے محکمہ قانون کو درخواست دی کہ میجر محمد ایوب خان کی قرارداد (مؤرخہ ۲۲ مارچ سنہ ۷۳ء) بمعہ تمام متعلقہ ریکارڈ دیا جائے جس پر محکمہ قانون نے 24-04-2012 کو درخواست پر موقف لکھ کر بھجوایا کہ یہ تمام ریکارڈ آزاد جموں وکشمیر اسمبلی سیکریٹریٹ کا حصہ ہیں لیکن حکومت کی جانب سے وہ ریکارڈ نہیں دیا گیا، 25 اپریل 2012 کو یہ انکشاف ہوا کہ آزاد کشمیر اسمبلی سے مندرجہ بالا قرارداد کا اصل مسودہ غائب کر دیا گیا ہے۔اس خبر کے منظر عام پر آتے ہی آزاد کشمیر اور پاکستان میں ایک بھونچال آ گیا ,جس پر مورخہ 02-05-2012 کو پھر تحریک کے صدر نے درخواست دی کہ پاس شدہ قرارداد کی مصدقہ کاپی بمعہ جملہ مواد دی جائے مگر حکومت کی طرف سے وہ نہ دی گئی۔ ۲۶/اپریل ۲۰۱۲ء کو مظفر آباد میں تحریک کی طرف سے مقامی ہوٹل میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں اس وقت کے ممبران اسمبلی سردار میر اکبر اور سردار سیاب خالد نے شرکت کی اور وعدہ کیا کہ وہ یہ معاملہ اسمبلی میں اٹھائیں گے ۲۸/اپریل ۲۰۱۲ء کو ممبران اسمبلی سردار میر اکبر جو اس وقت وزیر جنگلات بھی ہیں

اور سردار سیاب خالد نے تحریک التواء جمع کروائی اور مطالبہ کیا کہ اسمبلی اجلاس کی کاروائی روک کر اس اہم معاملے پر بحث کی جائے اور حقائق ایوان میں پیش کیے جائیں اس وقت کے اپوزیشن لیڈر راجہ فاروق حیدر نے کہا کہ حکومت اسمبلی ریکارڈ کو آڈیو اور ویڈیو شکل میں محفوظ کرے۔ جس پر قائد ایوان چوہدری عبدالمجید نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو حکم دیا کہ وہ اسمبلی کا جملہ ریکارڈ محفوظ بنائے، اس حوالے سے ممبران اسمبلی اور علماء کرام حکومت کو بار بار توجہ دلاتے رہے کہ قادیانیوں کے خلاف پاس کی گئی قرارداد منظر عام پر لائی جائے مگر قرارداد نہ لائی جاسکی، اس دوران سابق وزیر اوقاف صاحبزادہ پیر عتیق الرحمٰن نے بھی اسمبلی میں ختم نبوت پر قرارداد پیش کی، لیکن بیورو کریسی اور سابقہ حکومتوں کی عدم دلچسپی کی وجہ سے ''قرارداد ختم نبوت'' کا معاملہ سرد خانے میں ہی پڑا رہا، آزاد کشمیر کی سیاسی و مذہبی جماعتوں کی اس اہم معاملہ پر عدم دلچسپی کی صورت حال یہ ہے کہ آج تک آزاد کشمیر میں مسلم و غیر مسلم کے ووٹ کا اندراج الگ الگ نہ ہو سکا۔

۲۹/اپریل ۲۰۱۳ء میں باغ میں یوم قرارداد ختم نبوت کانفرنس میں اپوزیشن لیڈر راجہ فاروق حیدر اور ممبر اسمبلی سردار میر اکبر و دیگر نے اعلان کیا کہ وہ برسر اقتدار آ کر اس قرارداد کو نہ صرف منظر عام پر لائیں گے بلکہ اس حوالے سے قانون سازی بھی کریں گے جولائی، 2016 آزاد کشمیر میں ہونے والے جنرل الیکشن سے قبل جب ووٹر لسٹوں کی تیاری کا معاملہ سامنے آیا تو تحریک کے صدر نے مورخہ 29-03-2016 کو چیف الیکشن کمیشن کو درخواست دی کہ آزاد کشمیر میں پاکستان کی طرح قادیانیوں اور دوسری اقلیتوں کے لئے الگ ووٹر لسٹ تشکیل دیں، مگر الیکشن کمیشن نے انکار کرتے ہوئے بحوالہ لیٹر نمبر الیکشن/2016/801/s/ مورخہ 29-09-2016 اور ایک سادہ فارم جاری کر کے بغیر مذہب یا عقیدہ کے ووٹ درج کئے، اور مکتوب کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ آزاد کشمیر کے آئین و قانون میں مذہبی بنیادوں پر ووٹرز کی علیحدگی کا کوئی پرویژن (جواز) نہیں ہے، حکومت کی جانب سے عدم دلچسپی اور کوئی شنوائی نہ ہونے پر تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے صدر قاری عبدالوحید قاسمی کی معیت میں 5 اکتوبر 2016 کو حکومت اور تمام محکموں کے خلاف آزاد کشمیر ہائی کورٹ میں رِٹ دائر کر دی، ہائی کورٹ نے تمام فریقین کو بذریعہ نوٹس طلب کیا اور ان سے جواب مانگا، تین تاریخوں کے باوجود حکومت کوئی جواب داخل نہ کرا سکی، تاہم صرف محکمہ امور دینیہ نے ہائی کورٹ میں جو جواب داخل کرایا وہ تحریک کے موقف کی حمایت ہے، اور آزاد کشمیر کے آئین میں عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت اور حلف نامے کو شامل کرنے پر محکمہ امور دینیہ نے بھی اتفاق کر لیا، دسمبر 2017 میں ہائیکورٹ نے رٹ کو سماعت کے لیے منظور کرتے ہوئے باقاعدہ اشتہار جاری کیا۔

ہائی کورٹ میں رٹ دائر ہونے کے ساتھ ساتھ تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے صدر نے وزیر اعظم آزاد کشمیر راجہ فاروق حیدر خان کو خط لکھ کر قادیانیوں کو آئین و قانون کے دائرے میں لانے کے لیے توجہ دلائی اور وزیر اعظم نے تحریک

کے خط پر محکمہ قانون اور امور دینیہ سے فوری رائے طلب کر کے معاملے کو یکسو کرنے کا حکم نامہ جاری کیا۔ جس پر محکمہ امور دینیہ نے آزاد کشمیر کے تمام ضلعی مفتیان کرام کو اس خط کی کاپی ارسال کر کے ان سے تجاویز طلب کیں، تمام مفتیان کرام نے تحریک کے موقف کی حمایت کرتے ہوئے حکومت کو رائے دی کہ اس خط کے مطابق آزاد کشمیر میں قانون سازی کی ضرورت ہے۔ راجہ فاروق حیدر خان وزیر اعظم بننے سے قبل متعدد بار تحریک کے جلسوں اور کانفرنسوں میں ہمارے موقف کو سمجھ چکے تھے اور وبرملا اس کا اظہار کرتے رہے کہ اگر اللہ نے مجھے موقع دیا تو میں یہ کام ضرور کروں گا، اور مجھے اس عظیم کام کے بدلے میں جو بھی قربانی دینی پڑی میں وہ قبول کرلوں گا لیکن حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی عزت و ناموس کا قانونی تحفظ کروں گا، چونکہ پہلی قرارداد ختم نبوت میں بھی اس خاندان کے دو افراد کا نام شامل ہے جنہیں یہ سعادت نصیب ہوئی ہے، گزشتہ سال ۹ر فروری ۲۰۱۷ء کو اِسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر کے اجلاس میں ممبر اِسلامی نظریاتی کونسل مولانا عتیق الرحمٰن دانش کے توجہ دلانے پر اِس اجلاس کے مہمان خصوصی وزیر اعظم آزاد کشمیر راجہ محمد فاروق حیدر خان نے قراردادِ ختم نبوت کو آئین کا حصہ بنانے کا اعلان کیا، جس پر تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے راہنماؤں نے اپنے سالانہ اجلاس میں وزیر اعظم راجہ فاروق حیدر کے اعلان پر خیر مقدم کرتے ہوئے انہیں تحریری طور پر بھی خراج تحسین پیش کیا۔

اسی اثناء میں ممبر اسمبلی راجہ صدیق خان نے مہتمم جامعہ اسلامیہ چھتر مولانا قاضی محمود الحسن اشرف کی مشاورت سے قرارداد ختم نبوت کا ایک نیا ڈرافٹ تیار کر کے اسمبلی میں جمع کرایا، وزیر اعظم کی خصوصی دلچسپی سے اس معاملہ پر پیش رفت جاری رہی ۲۲ر مارچ ۲۰۱۷ء کو سیکرٹری قانون نے پاکستان کی قومی اسمبلی کو ایک لیٹر نمبر 1676 جاری کر کے پاکستان کی قومی اسمبلی سے قادیانیت کے متعلق کی گئی قانون سازی کی تفصیلات طلب کیں، اس ساری حوصلہ افزاء پیش رفت کے باوجود وزیر اعظم نے میجر محمد ایوبؒ کی قرارداد کا تسلسل جاری رکھنے کے لیے نئے عزم اور نئے جذبے کے ساتھ اپنے ممبران کے ذریعے ایک قرارداد سپیکر اسمبلی شاہ غلام قادر کے پاس جمع کرائی، چنانچہ ۱۸ر اپریل ۲۰۱۷ء کو آزاد کشمیر کی اسمبلی کے رکن پیر سید علی رضا بخاری، اور راجہ صدیق خان نے '' قراردادِ ختم نبوت '' پر قانون سازی کی قرارداد اسمبلی میں سپیکر شاہ غلام قادر کو پیش کردی۔ جسے ۲۶ر اپریل کو وزیر اعظم آزاد کشمیر، سپیکر، سینئر وزیر اور کابینہ کے جملہ اراکین سمیت ممبران اسمبلی نے ہاتھ اٹھا کر منظور کرتے ہوئے خاتم النبیین جنابِ محمد کریم ﷺ سے والہانہ محبت وعقیدت اور ختم نبوت سے ایمانی وابستگی کا والہانہ ظہار کیا، قرارداد کے پاس ہونے کے ۱۰ دن بعد اور وزیر اعظم راجہ فاروق حیدر نے اسمبلی فورم اور باغ میں ۲۹ر اپریل ۲۰۱۷ء کو ہونے والی سالانہ ''یوم قرارداد ختم نبوت کانفرنس'' میں دوٹوک اور واضح اعلان کیا کہ آزاد کشمیر میں قادیانیوں کے حوالے سے آئین میں اسی طرح قانون سازی کی جائے گی جس طرح پاکستان کے آئین میں کی گئی ہے، وقت گزرنے کے ساتھ

ساتھ ہائیکورٹ میں دائر رٹ پر بھی تاریخ پر پیشی ہوتی رہی حکومت کی جانب سے ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل تاریخ پر حاضر ہوتے رہے۔ چنانچہ ۱۲ر دسمبر ۲۰۱۷ءکو حکومت کی جانب سے ختم نبوت بل پر قانون سازی کے لیے پانچ رکنی کمیٹی وزیر قانون راجہ نثار خان کی سربراہی میں قائم کی گئی جس میں راجہ صدیق خان، پیر علی رضا بخاری، سیکرٹری قانون، اور ایڈووکیٹ جنرل کو شامل کیا گیا۔ ایک ماہ تک حکومتی کمیٹی نے کوئی اجلاس تک نہ کیا۔ جس پر ۱۴ر جنوری ۲۰۱۸ءکو اسلام آباد میں تحریک تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوری کا اجلاس مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ کی سرپرستی میں ہوا اور آزاد کشمیر بھر سے علمائے کرام نے شرکت کی اس موقع پر ہائیکورٹ کی رٹ اور حکومتی کمیٹی کے قیام پر تفصیلی گفتگو کے بعد تحریک کی جانب سے پیر طاہر بکوٹی کی سربراہی میں پانچ رکنی کمیٹی کا وفد حکومتی کمیٹی سے ملاقات کے لیے تشکیل دیا گیا تا کہ مسودہ ختم نبوت کے حوالے سے پیش رفت اور حکومتی کمیٹی کا موقف سامنے آسکے اس کے بعد اگلے لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے، ۱۷ر جنوری ۲۰۱۸ءکو تحریک کے چھ رکنی وفد پیر طاہر بکوٹی، کرنل (ر) عبدالقیوم خان، قاری عبدالوحید قاسمی، مولانا شبیر احمد کاشمیری، راجہ آصف خان، قاری عبد القیوم نے حکومتی کمیٹی کے چیئر مین وزیر قانون راجہ نثار خان سے ملاقات کی اور مسودہ ختم نبوت پر قانون سازی اور آزاد کشمیر کے آئین میں پائے جانے والے سقم پر تفصیلی گفتگو کی۔ تحریک کی جانب سے حکومتی کمیٹی کو مسودہ ختم نبوت کا تحریری مسودہ بھی پیش کیا گیا، جس پر ۲۴ر جنوری ۲۰۱۸ءکو حکومتی کمیٹی نے مسودہ ختم نبوت کو اپنی کابینہ میں پیش کیا جہاں حکومتی کابینہ کی منظوری کے بعد ۲ فروری ۲۰۱۸ءکو وزیر قانون راجہ نثار خان نے مسودہ ختم نبوت کو ایک بل کی صورت میں اسمبلی کے فورم پر پیش کیا جسے تمام اراکین نے منظور کرتے ہوئے مزید قانونی کاروائی کے لیے جوائنٹ سیکشن اجلاس تک موخر کر دیا، ۳ر فروری ۲۰۱۸ءکو وزیر اعظم راجہ فاروق حیدر خان نے اس بل پر تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام سے طویل نشست کی جس میں تحریک کی طرف سے صدر قاری عبدالوحید قاسمی، نائب صدر علامہ قاضی شبیر احمد، راجہ آصف خان اور نومسلم بھائی محمد آصف شیدائی شریک ہوئے، ۶ر فروری ۲۰۱۸ءکو قانون ساز اسمبلی اور کشمیر کونسل کا مشترکہ اجلاس ہوا جس میں اس بل پر تمام ممبران نے اظہار خیال کرتے ہوئے ۳ بجکر ۵۲ منٹ اور ۵۷ سیکنڈ پر اسے منظور کر کے عقیدہ ختم نبوت کو قانونی اور آئینی تحفظ فراہم کر دیا، وزیر اعظم آزاد کشمیر، سپیکر، سینئر وزیر اور کابینہ کے جملہ اراکین سمیت ممبران اسمبلی نے ہاتھ اٹھا کر منظور کیا اور خاتم النبیین جناب محمدِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ محبت وعقیدت اور ختم نبوت سے ایمانی وابستگی کا والہانہ ظہار کیا اس طرح ایک طویل جدوجہد اور ۴۵ سال کے بعد آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی میں ''قرارداد ختم نبوت'' پر قانون سازی کے لیے بل منظوری کے مراحل سے گزرا، اس ساری جدوجہد میں جمعیت علمائے اسلام کے امیر مولانا سعید یوسف خان، اور دیگر علمائے کرام سیاسی وسماجی حضرات بھی کسی نہ کسی طرح اس تحریک میں شامل رہے، تاہم تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر اس سارے عمل میں مسلسل جدوجہد کے

ساتھ شامل رہی اس کے ساتھ اس بل کی منظوری میں وزیر اعظم راجہ فاروق حیدر خان کی ذاتی دلچسپی اور کاوش کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا راجہ فاروق حیدر خان نے اپنی والدہ مرحومہ سعیدہ خانم کے دودھ کی لاج رکھتے ہوئے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حرمت پر کوئی سودے بازی نہیں کی، یقینی طور پر یہ ایک مشکل مرحلہ تھا ۴۵ سال میں کئی حکومتیں تبدیل ہوئیں کسی کو اس حساس نوعیت پر قانون سازی کی توفیق نہیں ملی، ۶ فروری کا دن آزاد کشمیر کی تاریخ میں عظیم تاریخی اہمیت کا حامل ہے اسمبلی سے ختم نبوت بل کی منظوری پر تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر سمیت دیگر دینی جماعتوں نے ۹ فروری جمعہ کو ملک بھر یوم تشکر منانے کی اپیل کر دی جب کہ تحریک تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے ۸ فروری کو اسلام آباد میں ہنگامی اجلاس منعقد کر کے حکومت آزاد کشمیر اور وزیر اعظم راجہ فاروق حیدر خان کے اعزاز میں انٹرنیشنل ’’یوم تشکر‘‘ بھی ۲۶ ر اپریل کو سرپرست تحریک مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی دامت فیوضہم کی زیر سرپرستی مظفر آباد میں منعقد کرنے کا فیصلہ کر دیا اور ۱۱ ر فروری کو تحریک کے ۱۰ ارکنی وفد نے کشمیر ہاؤس اسلام آباد میں وزیر اعظم آزاد کشمیر سے خصوصی ملاقات کر کے انہیں ختم نبوت بل کی منظوری پر مبارکباد دی، اور ’’یوم تشکر‘‘ کے سلسلے میں منعقدہ اجتماع پر خصوصی مشاورت کی۔ جب کہ تحریک کی جانب سے قادیانیوں کو راہ حق کی طرف بلانے کے لیے ۲۵ مارچ کو کوٹلی میں ’’دعوت اسلام‘‘ کانفرنس میں بھی وزیر اعظم نے شرکت کی دعوت قبول کر لی، تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر اس کامیابی پر رب کے حضور سربسجود ہے، اللہ پاک کی خصوصی توفیق سے یہ عظیم کام پایہ تکمیل تک پہنچا، اس قانون سازی کے بعد بھی تحریک کی جانب سے آزاد کشمیر میں دعوتی اور تبلیغی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کی کوشش جاری رہے گی۔

☆......☆......☆

عمل بہت کم......فوائد بہت زیادہ! (احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں)

اخذ وترتیب: حاجی عبدالستار مغل

☆ کیا آپ مغفرت کا حصول چاہتے ہیں؟

☆ کیا آپ کو رحمتِ الٰہی مل جانے کی خواہش ہے؟

☆ کیا آپ کو رزق کی تلاش ہے؟

تو ان سوالوں کا جواب مندرجہ ذیل روایت میں موجود ہے:

☆ ایک دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ مجھے بھلائی سکھلایئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کہو:

''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ واللّٰہُ اَکْبَرُ''

پھر دیہاتی اٹھا اور واپسی کی راہ لی۔ تھوڑی دیر جا کر ذرا رُکا اور سوچ میں پڑ گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا:

''ضرورت مند شخص سوچ میں پڑ گیا ہے''۔

پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس پلٹا اور عرض کی:

''اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ واللّٰہُ اَکْبَرُ'' تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، میرے لیے کیا ہے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے دیہاتی شخص! جب تم ''سبحان اللہ'' کہتے ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''تم نے سچ کہا''۔ جب تم ''الحمدللہ'' کہتے ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''تم نے سچ کہا''۔ جب تم ''لا الٰہ الا اللہ'' کہتے ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''تم نے سچ کہا''۔ اور جب تم ''اللہ اکبر'' کہتے ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''تم نے سچ کہا''۔

اس کے بعد جب تم کہتے ہو: ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ'' (اے اللہ! مجھے بخش دے) تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں نے تمھیں بخش دیا''۔

جب تم کہتے ہو: اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ'' (اے اللہ! مجھ پر رحم فرما) تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں نے رحم کر دیا''۔

اور جب تم کہتے ہو: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ'' (اے اللہ! مجھے رزق دے) تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں نے رزق

دے دیا۔

پھر اس دیہاتی نے اپنے ہاتھ پر ان سات کلمات کو شمار کیا اور چلا گیا۔

(شعب الایمان للبیهقی، سلسلة الاحادیث الصحیحة للالبانی، رقم:۳۳۳۶)

☆ سو بار ''سبحان اللّٰہ''، سو بار ''الحمدللّٰہ''، سو بار ''اللّٰہ اکبر''، سو بار ''لا الٰہ الاّ اللّٰہ'' پڑھنے کا اجر وثواب صحیح احادیثِ نبویہ کی روشنی میں۔

۱۔ ہر کلمہ جب بھی پڑھا جائے تو ہر بار وہ صدقے کے طور پر نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے۔ (صحیح مسلم، حدیث:۱۰۰۶)

۲۔ ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں یا ایک ہزار گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم، حدیث:۲۶۹۸)

۳۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ایک سو غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ ۴۔ ایک سو تیار گھوڑے اللہ کے راستے میں وقف کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ ۵۔ ایک سو اونٹ اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ ۶۔ زمین وآسمان کے درمیان موجود خلا نیکیوں سے بھر جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث:۳۸۱۰، سلسلہ صحیحہ از البانی، حدیث:۱۳۱۶)

۷۔ میزان (جو زمین وآسمان سے بڑا ہے) نیکیوں سے بھر جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث:۲۲۳)

۸۔ یہ کلمات جہنم سے ڈھال ہیں اور قیامت کے دن پڑھنے والے کے لیے نجات دہندہ بن کر آئیں گے۔

(سنن کبریٰ از نسائی، حدیث:۱۰۶۱۸، صحیح الجامع الصغیر از البانی، حدیث:۳۲۱۴)

۹۔ یہ کلمات عرش کے گرد گھوم کر اپنے پڑھنے والے کو یاد کرتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث:۳۸۵۴، صحیح ترغیب وترہیب از البانی، حدیث:۱۵۶۸)

۱۰۔ یہ کلمات جنت کے پودے ہیں اور یہ کلمات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔

(صحیح مسلم، حدیث:۲۶۹۵)

۱۱۔ یہ کلمات کثرت سے پڑھنے سے تہجد میں کاہلی، فی سبیل اللہ خرچ کرنے میں بخل اور جہاد فی سبیل اللہ میں بزدلی جیسی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ (مسند احمد، حدیث:۳۴۹۰، صحیح ترغیب وترہیب از البانی، حدیث:۱۵۷۱)

(مطبوعہ: ہفت روزہ الاعتصام، جلد:۷۰، شمارہ:۳)

☆......☆......☆

فضائل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ (ترجمہ: نوید احمد بشار)

★ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا: بے شک میرا پاؤں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے میں یا حوضِ کوثر کے دہانے پر ہے اور بے شک اللہ نے اپنے کسی بندے کو (دو باتوں میں ایک بات کا) اختیار دیا ہے؛ وہ جی بھر کر دنیا میں رہے اور اس میں من پسند کھائے۔ یا اللہ سے ملاقات کے لیے کمر بستہ ہو جائے۔ اور اس بندے نے لقائے الٰہی کو پسند کرلیا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ منبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تشریف فرما سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اشک بار ہوئے تو ایک بزرگ انصاری فرمانے لگے: انھیں کس چیز نے رُلا دیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بنی اسرائیل میں سے یا عام لوگوں میں سے ایک آدمی کا ذکر فرمایا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس حقیقت کو بھانپ گئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفسِ نفیس کو ہی مراد لیا ہے پس جب آپ رضی اللہ عنہ کے آنسو تھم گئے تو عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں بلکہ ہم اپنے آبا واجداد اور جانوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فِدا کر دیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا: اپنی صحبت و مال کے اعتبار سے ابن ابی قُحافہ سے بڑھ کر مجھ پر کوئی استحقاق نہیں رکھتا۔ نیز میں لوگوں میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو انھی کو بناتا، لیکن ایمانی محبت واخوت قائم ہے۔(۱)

★ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ گھر سے نکلے تو دونوں نے غارِ ثَور کا راستہ لیا، اثنائے سفر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: ایسا کیوں کر رہے ہو؟ عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے جب عقبی جانب خطرہ لگتا ہے تو پیچھے ہو جاتا ہوں اور جب اگلی جانب خدشہ لاحق ہوتا ہے تو آگے آجاتا ہوں، جب دونوں غار کے پاس پہنچے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ﷺ رکیے! میں پہلے اندر جھاڑ و دے لیتا ہوں۔

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک آدمی نے ابن ابی ملیکہ کے حوالے سے بیان کیا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غار میں ایک سوراخ دیکھا اور اس پر اپنا پاؤں جمایا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر بالفرض کوئی چیز ڈسے

یا کاٹے تو وہ مجھے ہی کاٹے۔(۲)

★ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت غار میں عرض کیا اور ایک مرتبہ یوں بیان کیا کہ ہم غار میں تھے (میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی) اگر ان لوگوں میں سے کسی ایک نے اپنے قدموں کی جانب دیکھ لیا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! آپ کا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہو۔(۳)

★ عروہ یا عمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوبکر صدیق کے مال سے جتنا نفع ہمیں ہوا کسی اور کے مال سے نہیں ہوا۔(۴)

★ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوبکر صدیق کے مال کی طرح کوئی دوسرا مال میرے لیے نافع نہیں ہوا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس پر اشک بار ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری جان ومال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی نثار ہے۔(۵)

★ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے جوڑا خرچ کیا اور یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: جس نے اپنے مال سے جوڑا خرچ کیا۔ راوی کا خیال ہے کہ ساتھ یہ بھی فرمایا: اللہ کی راہ میں۔ تو اس کو دربانِ جنت آواز دے گا۔ اے مسلمان! یہ بہتر ہے اس طرف آؤ۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ آدمی تو خسارے میں نہیں رہ سکتا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے کسی بھی شخص کے مال نے ابوبکر صدیق کے مال سے بڑھ کر فائدہ نہیں پہنچایا۔ راوی کہتے ہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آب دیدہ ہوئے اور گزارش کی: من جانب اللہ میری منفعت ورفعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ہے۔(۶)

﴿ حواشی ﴾

(۱) تحقیق: اسنادہ ضعیف لاجل مجالد بن سعید وہو ضعیف، والحدیث صحیح من طرق اخری: سنن الترمذی: ۳۶۵۹۔ مسند الامام احمد: ۲۶۶/۲۵۔ ح: ۱۵۹۲۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی: ۳۲۸/۲۲۔ ح: ۸۲۵۔ (۲) تحقیق: اسنادہ ضعیف لارسالہ ورجالہ ثقات۔ (۳) تحقیق: اسنادصحیح، تخریج: مسند الامام احمد، ۴/۱۔ صحیح البخاری: ۸/۷۔ صحیح مسلم: ۱۸۵۴/۴۔ (۴) تحقیق: رجال الاسناد ثقات لکنہ مرسل، والحدیث صحیح بطریق اخری، انظر: سنن الترمذی، ۳۶۶۱۔ سنن ابن ماجہ: ۹۴۔ مسند الامام احمد: ۴۱۴/۱۲، ح: ۷۴۴۶۔ (۵) تحقیق: اسنادہ صحیح، تخریج: سنن الترمذی: ۳۶۶۱۔ سنن ابن ماجہ: ۹۴۔ مسند الامام احمد: ۲۵۳/۲، ۳۶۶۔ (۶) تحقیق: اسنادہ صحیح، تخریج: موطا امام مالک: ۳۷۸/۳، ح: ۸۹۲۔ سنن الترمذی: ۳۶۷۴۔ مسند الامام احمد: ۲/۱۳، ۷، ح: ۷۶۳۳۔ صحیح ابن حبان: ۳۰۸۔ صحیح ابن خزیمہ: ۲۴۸۰۔

سلفِ صالحین اور کثرتِ عبادت کا صحیح طریقہ

محمد نعمان سنجرانی

★ ابوعثمان نہدی سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنی سواری پر سوار تھے اور جھکے ہوئے تھے، اُن کا رُخ مشرق (۱) کی طرف تھا۔ میں سمجھا اُن کی آنکھ لگ گئی ہے۔ میں اُن کے پاس آیا، میں نے عرض کیا: حضرت کیا آپ سو رہے ہیں؟ فرمایا: نہیں، بلکہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ (۲)

☆ حضرت احنف سے کہا گیا: آپ بوڑھے ہیں اور روزے سے آپ کو کمزوری ہوگی۔ فرمانے لگے: میں اِس کو ایک لمبے سفر کے لیے تیار کر رہا ہوں اور بتایا گیا ہے کہ حضرت احنف اکثر نوافل رات کے وقت ادا فرماتے تھے۔ وہ اپنی انگلی کو چراغ پر رکھتے تو کہتے حَسِّ (یعنی تکلیف کے وقت بولا جانے والا کلمہ جیسے: آہ یا سی سی) اور فرماتے: احنف تجھے کس چیز نے فلاں دن فلاں کام کرنے پر مجبور کیا تھا (یعنی اپنا محاسبہ کرتے)۔ (۳)

★ سعید الجُریری ابوالعلاء سے اور وہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں، جس نے کہا: میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، انھوں نے ہم سے باتیں کیں۔ میں نے پوچھا: آپ کتنے سپارے قرآن پڑھتے ہیں؟ فرمانے لگے: شاید تم اُن لوگوں میں سے ہو جو رات کو پورا قرآن پڑھ لیتے ہیں، پھر صبح بتاتے پھرتے ہیں کہ میں نے آج رات قرآن پڑھا ہے۔ جس ذات کے قبضے میں میری جان ہے اُس کی قسم! میں تین رکعت زائد نماز (یعنی نماز وتر جو فرائض سے زائد ہوتی ہے) صحیح طریقے سے ادا کرلوں تو مجھے ایک رات میں قرآن پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے، جس کی صبح میں لوگوں کو اپنی تلاوت کا بتاتا پھروں۔ مجھے اس بات پر غصہ آ گیا۔ میں نے کہا: آپ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی جماعت ہیں، جو آپ میں سے زندہ ہیں، اللہ کی قسم بہتر یہی ہے کہ آپ خاموش ہی رہا کریں تاکہ آپ کو پہچانا نہ جائے اور آپ اپنے سائلین کو غصہ نہ دلاسکیں۔ (تاکہ کوئی آپ کی بے ادبی نہ کر بیٹھے) جب اُنھوں نے مجھے غصے میں دیکھا تو نرمی سے فرمانے لگے: اے بھتیجے! میں تمھیں بات سمجھاؤں؟ دیکھو اگر میرا ایمان تمھارے مقابلے میں قوی ہوا اور تم اپنی کمزوری کی بجائے میری قوت کی پیروی کرنے لگے اور کر نہ پائے تو تم اعمالِ صالحہ سے بالکل ہی کٹ کر رہ جاؤ گے۔ اور اگر ایسا ہوا کہ تمھارا ایمان مجھ سے زیادہ قوی ہوا اور میں تمھاری قوّت کو دیکھ کر اپنے ضعف کو بھول جاؤں، تمھاری نقل کرنا چاہوں اور کر نہ پاؤں تو میں اعمالِ صالحہ سے بالکل محروم ہو جاؤں گا۔ بلکہ کرنے کا کام یہ ہے (یعنی بات برائے بات کے طور پر لوگوں سے اُن کی عبادت کی مقدار پوچھنے کی بجائے) اپنے آپ کو دیکھ کر اپنے دینی معاملات کو طے کرو اور اپنے دینی تقاضوں کو دیکھ کر اپنی

مصروفیات چنو۔ تا کہ تمھیں عبادت کا ایسا درجہ اختیار کرنے کی توفیق مل جائے جس کی تم طاقت رکھتے ہو (تا کہ تم اُس پر مداومت اختیار کر سکو)۔ (۴)

★ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی کثرتِ تلاوتِ قرآن سے متعلق جو حدیث پیچھے گزری ہے اُس پر امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تشریحی کلمات میں لکھا ہے: اِسی طرح روزے کے معاملے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما زیادہ روزے رکھنا چاہتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے بار بار کم کرواتے رہے یہاں تک کہ فرمایا: ایک دن روزہ رکھو، ایک دن افطار کرو۔ جو میرے بھائی داؤد علیہ السلام روزہ رکھنے کی سنت ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزے رکھنے کا سب سے افضل طریقہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا طریقہ ہے۔ اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صیام الدھر (یعنی بلا وقفہ متواتر نفل روزے رکھتے رہنا) سے منع فرمایا۔ اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کا کچھ حصہ سونے کا بھی حکم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: میں رات کو جاگ کر عبادت کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، شادی بھی کرتا ہوں اور گوشت بھی کھاتا ہوں، جس کو میرے طریقے اور سنت میں رغبت نہیں وہ میرا نہیں۔ لہٰذا ہر وہ شخص جو اپنے نوافل اور اوراد میں اپنے آپ کو سنتِ نبویّہ پر باندھ کر نہیں رکھے گا اُس کا مزاج بگڑ جائے گا اور وہ پریشانیوں اور ندامت کا سامنا کرے گا۔ اُس سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چھوٹ جائے گی، جو بہت مہربان اور مؤمنوں پر بہت رحم کرنے والے ہیں، جس کا چھوٹنا بلا شبہ بہت بڑی بھلائی سے محروم ہونا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کو نفع پہنچانے کی بہت زیادہ حرص رکھنے والے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیش اُمت کو افضل ترین اعمال سکھائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے منقطع ہو جانے اور رہبانیت سے منع فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا حکم دے کر نہیں مبعوث کیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پے در پے نفل روزے رکھنے سے، روزوں کے درمیان افطار نہ کرنے سے ممانعت فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے رمضان کے آخری عشرے کے علاوہ ساری ساری رات جاگ کر عبادت کرنے سے منع فرمایا۔ استطاعت رکھنے والے کو کنوارا رہنے سے منع فرمایا، گوشت چھوڑنے سے روکا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح کے بہت سے اوامر ونواہی ہیں۔ چنانچہ ایسا عابد جس کو ان احکامات کا پتا نہ ہو، اُس کا تو عذر ہے اور اُس کو اپنی عبادت کا اجر ملے گا، مگر وہ عابد جو سنتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو جاننے کے بعد اُس سے تجاوز کرتا ہے وہ افضل نہیں ہے بلکہ دھوکے میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اعمال وہ ہیں جو اگرچہ تھوڑے ہوں لیکن ہمیشگی کے ساتھ ہوں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں اور تمھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی پیروی سکھائیں اور اُن کی مخالفت اور اپنی خواہش سے بچائیں۔ (۵)

★ طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رات ہوتی ہے تو لوگ

تین درجوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ایک درجہ وہ ہے کہ رات جن کے لیے فائدہ مند ہے، نقصان دہ نہیں، دوسرا درجہ وہ ہے کہ اُن کے لیے ضرر کا باعث ہے فائدہ مند نہیں، تیسرا درجہ وہ ہے کہ اُن کو رات کے آنے سے فائدہ ہوتا نہ نقصان۔ میں نے عرض کیا: یہ کیسے؟ فرمانے لگے: وہ لوگ جن کو رات کا فائدہ ہے اور رات اُن کو ضرر نہیں پہنچاتی، وہ ایسے ہیں جنھوں نے سب کی غفلت اور رات کے اندھیرے کو غنیمت سمجھا تو وضو کیا اور نماز (یعنی نوافل) پڑھ لی۔ ایسوں کے لیے رات اُن کے حق میں اچھی ہے بری نہیں۔ ایک وہ شخص ہے جس نے لوگوں کی غفلت اور رات کے اندھیرے کو غنیمت سمجھا اور اللہ کی نافرمانیوں کے لیے چل پڑا، ایسے شخص کے لیے رات نامۂ اعمال کی سیاہی کا باعث ہے فائدے کا نہیں۔ اور تیسرا وہ شخص ہے جو صبح تک سوتا ہے، ایسے کو نہ رات کا فائدہ نہ نقصان۔ طارق کہتے ہیں: میں نے سوچا میں اِن حضرت کی صحبت کو ضرور اختیار کروں گا۔ کہتے ہیں کہ ایک جگہ جہاد کا اعلان ہوا، حضرت سلمان بھی مجاہدین کے لشکر میں تشریف لے گئے اور میں اُن کے ساتھ رہا۔ ہمارا حال یہ تھا کہ میں عمل میں اُن سے کبھی آگے نہ بڑھ سکتا تھا، اگر میں آٹا گوندھتا تو وہ روٹیاں پکا دیتے، اگر میں روٹیاں پکاتا تو وہ سالن تیار فرما دیتے۔ ہم نے ایک جگہ رات گزارنے کے لیے پڑاؤ ڈالا، طارق کی عادت تھی کہ وہ رات کے ایک حصے میں قیام اللیل کرتے تھے۔ کہتے ہیں: جب میں اپنے وقت پر جاگا تو میں نے دیکھا کہ وہ سو رہے تھے۔ میں نے دل میں سوچا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی ہیں، مجھ سے بہتر ہیں اور یہ سو رہے ہیں تو میں بھی سو گیا۔ میں پھر جاگتا، پھر اُنھیں سویا ہوا پاتا تو سو جاتا۔ البتہ یہ تھا کہ جب کبھی رات کو اُن کی نیند اکھڑتی تو لیٹے لیٹے فرماتے: **سبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد و ھو علیٰ کل شیء قدیر۔** یہاں تک صبح سے کچھ پہلے اُٹھے، وضو کیا، چار رکعت نماز پڑھی۔ جب ہم نے فجر کی نماز پڑھ لی تو میں نے عرض کیا: ابوعبداللہ میں رات کے ایک وقت میں اٹھا کرتا ہوں، میں جاگتا تھا اور آپ کو سویا ہوا دیکھتا تھا۔ فرمانے لگے: بھتیجے! مجھے کچھ کہتے ہوئے سنتے تھے؟ میں نے اُنھیں بتایا، فرمانے لگے: بھتیجے یہ بھی نماز ہے۔ بے شک پانچ نمازیں درمیانی وقفوں میں ہونے والی غلطیوں کا کفارہ ہیں، جب تک کہ تم قتل وغارت گری (جیسے کبیرہ گناہوں سے) بچتے رہو۔ بھتیجے! اعتدال کا راستہ مضبوطی سے تھامو، اس لیے کہ یہ راستہ زیادہ اچھے طریقے سے منزل تک پہنچاتا ہے۔ (۶)

★ اسد بن وَداعہ حضرت شدّاد بن اَوس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ بستر پر لیٹتے تو کروٹیں بدلتے رہتے اور اُنھیں نیند نہ آتی۔ فرماتے: اے اللہ! آگ (کے خوف) نے میری نیند اُڑا دی، پھر اُٹھ کھڑے ہوتے اور صبح تک نماز میں مصروف رہتے۔ (۷)

★ اُنھیں سے روایت ہے کہ حضرت شدّاد بن اَوس رضی اللہ عنہ اپنے بستر پر تشریف لاتے اور اُن کی کیفیت ایسی

ہوتی جیسے وہ کڑاہی میں پڑا ہوا دانہ ہوں۔ فرماتے: اے اللہ! آگ (کی پریشانی) مجھے سونے نہیں دیتی اور پھر نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے۔(۸)

★ امام ذہبی اپنی سند کے ساتھ ابوالاحوص سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: کہ حضرت مسعود بن معتمر کے پڑوسی کی بیٹی اپنے والد سے کہنے لگی: بابا جان! وہ لکڑی کہاں گئی جو منصور کی چھت پر گڑی ہوئی تھی۔ اُس نے کہا: بیٹی! وہ منصور تھے، جو قیام اللیل کرتے تھے۔(۹)

★ نُعیم بن حماد کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مبارک جب کتاب الرقاق (حدیث کی کتابوں کا وہ باب جس میں زہد، کثرتِ عبادت اور دنیا سے بے رغبتی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث واحوال ذکر کیے جاتے ہیں) پڑھتے تو شدّتِ گریہ سے اُن کی کیفیت یوں ہوتی جیسے وہ ذبح ہوتی ہوئی گائے یا بیل ہوں، ایسے میں ہم اُن سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرنے کی جرأت نہ کرتے تھے، کہ وہ ہمیں (سوال کا جواب) دیں۔ (۱۰)

★ ابراہیم بن محمد بن سفیان کہتے ہیں، میں نے عاصم بن عصام بیہقی کو سنا، وہ کہتے تھے: ایک بار میں رات کو حضرت امام احمد بن حنبل کے ہاں ٹھہرا، وہ پانی لے کر آئے اور اُسے رکھ دیا۔ جب صبح کو آئے اور پانی کو ویسے کا ویسا رکھا دیکھا تو فرمانے لگے: سبحان اللہ! ایک آدمی طالب علم ہونے کا دعویٰ کرے اور اُس کا رات کو کوئی ورد وشغل نہ ہو۔(۱۱)

★ اسحٰق بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت فضیلؒ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تو رات کے قیام اور دن کے صیام کی قدرت نہ رکھے تو یقین کرلے کہ تو بیڑیوں میں جکڑا ہوا محروم ہے، تجھے تیرے گناہوں کی زنجیروں نے جکڑ رکھا ہے۔(۱۲)

★ امام ذہبی، صوفی احمد بن حواری کے حالاتِ زندگی کے بیان میں اُن کی کچھ باتوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ اعلیٰ ترین طریقہ، طریقۂ محمدیہ ﷺ ہے۔ وہ یہ ہے کہ طیبات کو تناول کیا جائے اور حلال چاہتوں کو اسراف سے بچتے ہوئے پورا کرلیا جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا. (اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور بھلے کام کرو)۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے: لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، رات کو جاگ کر عبادت کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اپنی ازواج کے ساتھ بھی رہتا ہوں اور گوشت بھی کھاتا ہوں، جس کو میرے طریقے اور سنت میں رغبت نہیں وہ میرا نہیں۔ چنانچہ نبی پاک ﷺ نے رہبانیت، بکھر جانے اور افطار کیے بغیر روزے رکھنے سے منع فرمایا بلکہ پے در پے نفل روزے رکھنے کو بھی ممنوع ٹھہرایا۔ دین اسلام سیدھا، کشادہ اور آسانی کا دین ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ممکن ہو تو طیّب کھانا کھالیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ (چاہیے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے موافق خرچ کرے)۔ ہمارے نبی ﷺ اپنی ازواج

مطہّرات سے محبت رکھتے تھے، اسی طرح گوشت، میٹھی چیز، شہد، ٹھنڈا اور مشروب اور مشک پسند تھی حالانکہ وہ سب مخلوقات سے زیادہ اللہ کے محبوب اور سب سے افضل ہیں۔ پھر وہ عابد جو علم سے عاری ہو جب زہد اور تبتُّل اختیار کر کے بھوکا رہتا ہے، خلوت میں رہ کر گوشت اور پھل چھوڑ دیتا ہے اور روکھی سوکھی پر گزارہ کرتا ہے تو اُس کے حواس میں صفائی اور لطافت پیدا ہو جاتی ہے اور اُس کے نفس کے مکالمات شروع ہو جاتے ہیں۔ بھوک اور جاگنے کی وجہ سے اُسے ایسی باتیں سنائی دینے لگتی ہیں جن باتوں کا خارج میں واللہ کوئی وجود نہیں ہوتا اور شیطان اُس کے باطن میں آ رجار شروع کر دیتا ہے تو وہ سمجھنے لگتا ہے کہ اب وہ پہنچا ہوا ہے۔ اُسے ترقی نصیب ہوگئی اور اُسے الہام ہوتا ہے، تب شیطان اُس کے دل میں جگہ بنا لیتا ہے اور اُس میں وسوسے پیدا کرنے لگتا ہے۔ جس کی نتیجے میں وہ مؤمنین کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اُن کے گناہوں کو یاد رکھتا ہے جبکہ اپنے آپ کو کامل سمجھتا ہے اور معاملہ کبھی کبھی یہاں تک جا پہنچتا ہے کہ وہ خود کو ولی اور صاحبِ کرامت وفراست سمجھنے لگتا ہے اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ اسے اپنے ایمان میں شک اور تزلزل کی کیفیت بھی پیش آ جاتی ہے۔ لوگوں سے علیحدہ رہتے ہوئے (غیر مشروع طریقے سے) بھوک پیاس کا عادی بننا، رہبانیت کی ابتدا ہے، جس کی ہماری شریعت میں کوئی گنجائش نہیں۔ ہاں البتہ! سلوک اختیار کرنا، التزام کے ساتھ ذکر کرتے رہنا، عوام الناس سے اُٹھنے بیٹھنے سے گریز کرنا، خطاؤں پر رونا، ترتیل وتدبر کے ساتھ تلاوت کرنا، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے احکامات کے مقابلے میں اپنے نفس کی مذمت اور مخالفت کرنا، مشروع طریقے سے بہت روزے رکھنا، ہمیشہ تہجد پڑھنا، مسلمانوں کے سامنے خود کو کم تر سمجھنا، رشتہ داری کا خیال رکھنا، ہمیشہ خندہ روئی سے ملاقات کرنا، فاقے کے باوجود دوسروں پر خرچ کرنا، اور حق کی کڑوی بات کو بھی نرمی اور محبت کے ساتھ کہہ دینا، امر بالمعروف کرنا، معافی کی عادت ڈالنا، جاہلوں سے چشم پوشی کرنا، محاذ پر جاگ کر پہرہ دینا، دشمن سے جہاد کرنا، کبھی کبھار پاکیزہ چیزیں کھا لینا اور کثرت سیاستغفار کرنا۔ یہ ہیں محمدی ﷺ اولیاء کی عادات وخصائل، اللہ اِنھی کی محبت پر موت دے۔ (۱۳)

﴿ حواشی ﴾

(۱) علماءِ راسخین کے نزدیک نماز میں قبلے کی طرف رخ کرنا فرض ہے، البتہ نفل نماز کو سواری پر پڑھتے ہوئے اگر سواری کا رخ قبلے سے پھر جائے تو بھی نماز ہو جاتی ہے۔ فرائض وواجبات کو ادا کرتے ہوئے قبلے سے رُخ پھرنا نماز کو توڑ دیتا ہے۔ (۲) سیر اعلام النبلاء، ج:۲، ص:۸۷۔ (۳) سیر اعلام النبلاء، ج:۴، ص:۱۹۔۲۹۔ (۴) سیر اعلام النبلاء، ج:۲، ص:۲۴۴۔ (۵) سیر اعلام النبلاء، ج:۳، ص:۴۸۔۵۸۔ (۶) سیر اعلام النبلاء، ج:۱، ص:۹۴۵۔۰۵۵۔ (۷) صفۃ الصفوۃ، ج:۱، ص:۹۰۷۔ (۸) ایضاً۔ (۹) سیر اعلام النبلاء، ج:۵، ص:۳۰۴۔ (۱۰) سیر اعلام النبلاء، ج:۸، ص:۴۹۳۔ (۱۱) سیر اعلام النبلاء، ج:۱۱، ص:۸۹۲۔ (۱۲) صفۃ الصفوۃ، ج:۲، ص:۸۳۲۔ (۱۳) سیر اعلام النبلاء، ج:۲۱، ص:۹۸۔۱۹۔

نعت

حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

لولاک ذرّۂ زِ جہانِ محمد است
سبحانَ مَنْ یراہُ! چہ شانِ محمد است

سی پارۂ کلامِ الٰہی خدا گواہ
آں ہم عبارتے ز زبانِ محمد است

نازد بنامِ پاکِ محمّد کلامِ پاک
نازم بآں کلام کہ جانِ محمد است

توحید را کہ نقطۂ پرکارِ دینِ ماست
دانی؟ کہ نکتۂ ز بیانِ محمد است

سرِّ قضا و قدر ہمین است اے ندیم
پیکانِ امرِ حق ز کمانِ محمد است

☆......☆......☆

شانِ ورود:

اس کے متعلّق خود فرمایا:

'' کادیان یا بٹالہ میں منعقد ہونے والے کسی جلسہ یا احرار کانفرنس کو (غالباً رمضان 1363ھ/ جون 1944ء میں) جب

مرزائیوں کے اشارہ سے حکومت نے ممنوع قرار دے دیا تو لاہور میں مجلس کی طرف سے احتجاجی جلسہ رکھا گیا۔ اس میں شرکت کے لیے میں شام کے بعد امرت سر سے سوار ہوا۔ اتفاق سے لاری راستے میں فیل ہوگئی اور اسے چلاتے چلاتے بارہ ساڑھے بارہ بج گئے۔ دل کو صدمہ ہوا اور اسی وقت دھیان مدینہ منوّرہ کی طرف چلا گیا اور چلتی لاری میں نعت کے ابتدائی تین اشعار موزوں ہوگئے۔ میں بہت دیر سے لاہور پہنچا۔ جلسہ گاہ کے قریب آیا تو اس وقت مولانا بہاء الحق قاسمی احتجاجی ریزولیوشن کے آخری الفاظ کہہ رہے تھے۔ اجلاس قریب الاختتام تھا میں سٹیج پر پہنچ گیا، رات کے دو بج چکے تھے، میں نے اسی تأثر میں کافی دیر تک تقریر بھی کی اور یہ اشعار مجمعِ عام میں تمام واقعہ دُہرا کر پڑھے۔ اور بقیہ دو شعر (مجھ سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے فرمایا) آپ کو معلوم ہی ہے، اسی سال رمضان المبارک کے ایّام میں گھر پر مکمل ہوئے تھے۔ یہ ہے اس نعت کا شانِ ورود۔ واللہ اعلم''

ترجمہ:

(از صبیح ہمدانی)

حدیث قدسی ہے (لولاک لما خلقت الأفلاک: اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا کرنے کا فیصلہ نہ کرتا) یہ حدیثِ ''لولاک''، محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم کے جہانِ (عزّت وعظمت) کا ایک ذرہ ہے۔ وہ ذات پاک ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو جانتی ہے، کہ آپ کی شان کیا ہے۔

خدا گواہ ہے کہ کلامِ الٰہی کے تیسوں سپارے (ہمارے لیے تو) محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نطق اقدس سے ہی ظاہر ہونے والی عبارت ہیں۔

محمّد پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی پر قرآن بھی فخر کرتا ہے، اور میں اس کلام پر فخر کرتا ہوں کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔

توحید جو ہمارے دین کی پرکار کا مرکزی نقطہ ہے، تم جانتے ہو؟ کہ یہ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کا ایک نکتہ ہے۔

اے ندیم قضا وقدر کا بھید یہی ہے، کہ خدا کے حکم کا تیر محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان سے جاری ہوتا ہے۔

☆......☆......☆

نعت

حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ہزار صبح بہار از نگاہ می چکدش
جنوں زِ سایۂ زلفِ سیاہ می چکدش

چمن چمن گل و نسریں زِ عکسِ رخ ریزد
سبد سبد گلِ خنداں ز راہ می چکدش

بہ پیشگاہِ جمالش جلال سر بہ سجود
چہ خندہ و چہ تبسّم کہ جاہ می چکدش

صد آفتاب بہ زیرِ گلیم می رخشد
زِ دلقِ فقر چہ گویم کہ ماہ می چکدش

چہ شور ہاست بجانم ز خندہ نمکیں
چہ فتنہ ہا کہ ز چشمِ سیاہ می چکدش

ہزار حشر بدامن، ہزار فتنہ بجیب
ہزار فتنہ ز چشمِ سیاہ می چکدش

چہ گفتگو چہ تبسُّم شہادتے بحدوث
زِ نورِ چہرہ قِدم را گواہ می چکدش

قِدم بہ جلوہ بیں و حدوث را بہ جبیں
چہ جلوہ و چہ جبیں، لا الٰہ می چکدش

نگہ کنید بہ بختِ بلندِ بیوہ زنے
کہ از کنارِ غریبش چہ ماہ می چکدش

حذر ز خاک نشینے، شکستہ دل ریش
کہ صد ہزار جہنّم ز آہ می چکدش

زِ مہر و ماہ سلام وز برگ برگ دُرود
چہ خاکِ طیبہ کہ شام و پگاہ می چکدش

بہ تو ندیمِ سیہ رو چہ ماجرا گوید
جز ایں کہ از سرِ ہر مو، گناہ می چکدش

ترجمہ

(یہ ترجمہ نظمِ معرّیٰ کی ہیئت میں ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا)

تری نگاہ سے پیدا ہزار صبحِ بہار
سیاہ زلفوں کے سائے میں عشق پیدا ہو
چمن چمن میں گلابوں میں آپ کا جلوہ
زمانہ بھر کی مہک ہے بس ایک نقشِ قدم
جمال آپ کا جلالِ سرمدی سے سوا
تبسّموں کی یہ فجریں ہیں مرتبوں کا عروج
تمھاری کملی میں سیکڑوں خورشید
ضیا وَ نور میں ماہتاب سے کم
یہ جاں فزا سا تبسّم ہے رونقِ کونین
سیاہ آنکھ کا جلوہ ہے آزمائش بھی
ہزار حشر ہوں برپا، ہوا جو دامن دے
ہزاروں فتنے، اٹھے جو نگاہ مولیٰ کی

گفتگو میں تبسّم میں خُلق حادث ہے
مگر یہ چہرۂ انور قِدم شناسا ہے
قِدم علومِ نبوّت، حدوث عرقِ جبیں
کہ لا الٰہ عوم و جبیں سے ٹپکے ہے
اس ایک بیوہ کا بخت بلند کیا کہنے
کہ جس کی کوکھ سے ماہِ منیر پیدا ہو
نبی کے دل کو نہ زخموں سے چور چور کرو
کہ ان کی آہ سے پیدا جہنّموں کا وجود
چاند ستارے پتہ پتہ کہیں صلاۃ و سلام
مدینے کی وہ مٹی چمکے یارو صبح و شام
ترا ندیمِ خطا کار عرض کرتا ہے
گناہ میں لتھڑا ہوا ہے بال بال مرا

شانِ ورود

’’(محرّم 1365ھ/ دسمبر 1945ء ہی کا واقعہ ہے) الیکشن کے دنوں میں (یعنی انتخابات منعقد ہونے سے چند روز پہلے) سردار محمد شفیع کے حلقۂ انتخاب میں دورہ تھا، اور یہ دورہ پنجاب میں آخری تھا۔ لاری میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے میں نے دیکھا کہ سڑک کے دونوں کناروں میں سرسوں کے کھلے ہوئے پھولوں سے تختۂ زمین بسنتی بنا ہوا نگاہوں کے لیے ایک محشرِ بہار دکھائی دیتا تھا۔ اتنے میں سڑک کے گہرے گڑھوں کے وجہ سے گرد و غبار بہت اڑنے لگا تو میں نے چہرے پر رومال لپیٹ لیا۔ طبیعت اس نظارے سے بہت متأثر ہوئی، خیال مدینہ طیّبہ کی طرف منتقل ہو گیا اور منظرِ بہار سے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ اطہر کا تصوّر پیدا ہو گیا۔ اسی کیفیت میں یہ ’’بہار یہ نعت‘‘ لکھنی شروع کی، اور پھر اسی سفر میں لاریوں پر ہی یہ نعت مکمّل ہوئی۔ یہ ہے نعت کا شانِ ورود

غزل

پروفیسر خالد شبیر احمد

درد رکھتے ہیں آہ رکھتے ہیں
اہل دل بھی سپاہ رکھتے ہیں

آستینوں میں ہم فقیر اپنی
تابشِ مہر و ماہ رکھتے ہیں

وہ ہیں بیزرا پھر بھی ہم ان سے
چاہتیں بے پناہ رکھتے ہیں

جن کو اپنی خبر نہیں ہوتی
ہم اُنھیں سربراہ رکھتے ہیں

اہل دنیا کو وہ کہاں حاصل
اہلِ دل جو نگاہ رکھتے ہیں

ہم نے اکثر سنا ہے اہلِ ہوس
دیدہ و دل سیاہ رکھتے ہیں

مجھ بے ننگ و نام سے یارو
وہ کہاں رسم و راہ رکھتے ہیں

ہم بھی خالد انا کی ٹھوکر پہ
سطوتِ کج و کلاہ رکھتے ہیں

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ......ایک ہمہ جہت شخصیت

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی انمول یادوں کے روح پرور تذکرے جس طرح اہلِ اسلام کے دلوں میں تازہ ہیں۔محسوس ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ اب بھی ہم میں موجود ہیں۔حالانکہ انہیں اِس عالم سے رخصت ہوئے نصف صدی سے زائد عرصہ بیت چکا ہے،مگر اُن کی یادوں کی خوشبو آج بھی سرو سمن کی وسعتوں سے دار و رسن کی حدوں تک پھیلی ہوئی ہے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری 23 ستمبر 1892ء میں صوبہ بہار (انڈیا) کے علاقہ پٹنہ میں پیدا ہوئے۔خاندانی نجیب الطرفین ہونا اُن کا مقدر بنا۔اوائل عمری میں ہی اردو زبان و بیان کے رموز سے بہرہ ور ہوئے۔علم کی پیاس پٹنہ سے امرتسر کے مردم خیز خطّے میں لے آئی۔تعلیم تکمیل کو پہنچا ہی چاہتی تھی کہ ہندوستان میں تحریک خلافت کا آغاز ہوگیا۔امرتسر اُن دنوں سیاست کا مرکز تھا۔شاہ صاحب بھی سیاست کی تپش سے محفوظ نہ رہ سکے۔تعلیم کا سلسلہ موقوف کیا اور سامراج کے ترک مسلمانوں پر ظلم و زیادتی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔شعلہ بار خطابت کا ملکہ قدرت نے اُنہیں وافر مہیا کر رکھا تھا۔بس اسے آگ دکھانے ہی کی دیر تھی۔خلافت عثمانیہ کے نحیف و نزار وجود کو انگریزوں نے روند ڈالا تو سید عطا اللہ شاہ بخاری برصغیر کے چپے چپے میں پہنچے اور انہوں نے اپنی آتشیں تقریروں سے فرنگی سرکار کے خلاف عوام الناس کے دلوں میں بغاوت کے شعلے بھڑکا دیے۔اِسی تحریک خلافت ہی میں وہ پہلی مرتبہ عین عالم شباب میں جیل کی آزمائشوں سے دوچار ہوئے ۔قید و بند کا یہ سلسلہ ایسا مضبوط ہوا کہ پھر اُن کی ساری زندگی ''ریل اور جیل'' سے عبارت ہوگئی۔

1929ء میں اپنے ساتھیوں مولانا ظفر علی خان، چودھری افضل حق، شیخ حسام الدین، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، ماسٹر تاج الدین انصاری اور مولانا مظہر علی اظہر کے ساتھ مل کر برصغیر کی مقبول جماعت مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی۔1930ء میں جب اُن کی عمر مبارک محض اڑتیس برس تھی۔تب اپنے وقت کی عظیم دینی شخصیت علامہ سیّد انور شاہ کاشمیریؒ کی تجویز پر پانچ سو جیّد علماء کرام اور مشائخ نے ختم نبوت کے محاذ پر اُنہیں ''امیر شریعت'' تسلیم کرتے ہوئے اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور یوں متحدہ پنجاب شاہ صاحب کی مضبوط قیادت میں آ گیا۔پھر مجلس احرار اسلام نے اُن کی رہنمائی میں بیسیوں معرکے سر کیے۔جس کی تفصیلات تاریخ کا حصہ ہیں اور تاریخ کو ہم جیسے طالب علموں کی گواہی کی ضرورت نہیں ہے۔

قسّامِ ازل نے بخاری صاحب کو گوناں گوں امتیازی خصوصیات سے نوازا تھا۔وہ اپنی ذات میں بیک وقت

بے مثل خطیب، برجستہ گوشاعر اور شعرفہمی میں یکتائے فن، متبحر عالم دین، دُوراندیش سیاست دان، اعلیٰ مدبر، نابغہ اور صاحبِ بصیرت انسان تو تھے ہی، مگر اِس کے ساتھ ساتھ معاملہ فہمی، مزاج شناسی، دوست داری، وضع داری، تحمل و رواداری جیسی صفات بھی اُن کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ یہی وہ بنیادی وجوہ تھیں کہ جن کی بناء پر وہ مرجع خلائق اور عام وخاص کی دلوں کی دھڑکن تھے۔ برصغیر میں شاہ صاحب جیسی کسی دوسری دلنواز شخصیت کا وجود عنقا تھا۔ وہ اپنے دینی اصول وعقائد پر سختی کے ساتھ کاربند تھے اور ان میں کسی نرمی اور ترمیم کے روادار ہرگز نہ تھے، مگر ذاتی حیثیت سے وہ ہر دینی وسیاسی، علمی وادبی حلقوں، حتیٰ کہ ایک حدتک مذہب سے گریز پا طبقات میں بھی ہردلعزیز تسلیم کیے جاتے تھے۔ اسی سبب وہ جہاں علامہ سیّد انور شاہ کشمیریؒ جیسی عظیم دینی ہستی کے منظورِ نظر تھے، وہیں وہ فیض احمد فیض، صوفی تبسم، اختر شیرانی، جگر مراد آبادی، عبدالحمید عدم، ساغر صدیقی جیسے رندانِ بلاکش کے ہاں میرِ محفل مانے جاتے تھے۔

شاہ صاحب برصغیر کی وہ واحد شخصیت تھے کہ جن کا احترام ہر طبقہ میں پایا جاتا تھا۔ وہ جہاں حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑویؒ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور قطب الاقطاب حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی محبتوں کا مرکز تھے، وہیں وہ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی اور مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بھی تھے۔ شاہ صاحب یکساں طور پر مولانا ابوالکلام آزاد، علامہ محمد اقبال اور مولانا محمد علی جوہر کی عنایات اور اُن کی صحبتوں سے فیض یاب ہوئے۔ مولانا غلام رسول مہر، مولانا عبدالمجید سالک، چراغ حسن حسرت جیسے کہنہ مشق صحافیوں، مرزا غلام قادر گرامی، حفیظ جالندھری، احسان دانش، احمد ندیم قاسمی، سیف الدین سیف، حبیب جالب جیسے نامور شاعروں اور ڈاکٹر ایم ڈی تاثیر، ڈاکٹر سید محمد عبداللہ، پطرس بخاری، علامہ طالوت، نسیم حجازی جیسے ادیبوں کے شاہ صاحب کے ساتھ قریبی مراسم تھے۔ ایک طرف وہ دینی حلقے کے محبوب تھے تو دوسری طرف اشتراکی رہنماؤں کا مریڈ محمد اشرف، منشی احمد دین، سبط حسن، عبداللہ ملک بھی شاہ صاحب کی محفلوں کے رکن تھے۔

مختلف النوع شخصیات کے شاہ صاحب کے ساتھ تعلقات کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ عقائد ونظریات کے مابین واضح فرق کے باوجود یہ سب لوگ شاہ صاحب کے ساتھ پیار ومحبت اور انس ومروت کیسے روا رکھتے تھے! درحقیقت یہ شاہ صاحب کی وسعت ظرفی، تحمل مزاجی، شفقت ورواداری کے علاوہ اُن کی انسان دوستی تھی، کیونکہ انہوں نے ایک دینی رہنما کی حیثیت سے اسلام کے اصولوں کے عین مطابق کسی فرد سے اُس کے عقیدہ ونظریہ کی بناء پر نفرت نہیں کی، بلکہ ایک معالج کی طرح مرض سے نفرت ضرور کی، مگر مریض کو ہمیشہ گلے لگایا۔ اُن کے حسن سلوک سے بے شمار لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی۔ انہوں نے ایک داعی کا کردار ادا کیا اور داعی کسی سے نفرت نہیں کیا کرتا۔ آج عمل کی جگہ خود ساختہ نظریات کی شدت نے عموماً مذہبی رہنماؤں میں درشتی اور کرختگی پیدا کر دی ہے۔ بعض اوقات اُن کے نامناسب طرز سلوک سے دیگر

طبقوں کے افراد اُن کے قریب آنے سے گریز کرتے ہیں۔ممتاز نعت گوشاعر حافظ لدھیانویؒ شاہ صاحب کو ملنے آئے ۔مغرب کی نماز کے لیے جماعت کھڑی ہوئی تو شاہ صاحب نے خود مصلیٰ امامت پر کھڑے ہونے کی بجائے فرمایا کہ آج ہم حافظ بیٹا کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ یہ حکم سن کر داڑھی منڈے نوجوان حافظ لدھیانوی کے بقول اُن کا وجود کانپ کر رہ گیا،لیکن چاروناچاراُن کو شاہ صاحب سمیت بہت سے علماء کرام کی امامت کرنا پڑی۔شاہ صاحب کے اِس برتاؤ سے اگلے دن ہی سے حافظ لدھیانوی نے بغیر کسی کے کہنے کے داڑھی رکھ لی۔افسوس کہ اب یہ حسن سلوک کہیں نظر نہیں آتا اور نئی نسل دین والوں سے دُور ہوتی جارہی ہے۔

لوگوں کے عیبوں کی پردہ پوشی شاہ صاحب کا عمر بھر شیوہ رہا۔وہ خوبیوں پر نگاہ رکھتے اور کمزوریوں سے درگزر فرماتے تھے۔ایک مرتبہ رندمشرب شاعر عبدالحمید عدم،شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔عدم نشے میں تھے،شاہ صاحب نے تاڑ لیا،مگر اپنے رویے سے محسوس تک نہ ہونے دیا کہ انہیں عدم کے مدہوش ہونے کا پتا چل چکا ہے۔چائے بنا کر پلائی اور پھر عدم کی جھوٹی پیالی میں چائے ڈال کر خود نوش فرمالی۔جتنی دیر عدم حاضر رہے،منہ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہے۔تاکہ شاہ صاحب کو دُخت رز کی بُو نہ پہنچے اور شاہ صاحب نے بھی اُن سے اپنی دیرینہ محبت وشفقت میں بال برابر کمی نہ آنے دی، بلکہ عدم سے اُن کا کلام سنتے اور داد دیتے رہے۔عدم کے چلے جانے کے بعد کسی شریک محفل نے کہا کہ شاہ صاحب! آپ کو معلوم ہے کہ عدم نے شراب پی ہوئی تھی۔شاہ صاحب شدید غصے میں آگئے اور فرمایا کہ تم خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔یادرکھو!کسی کے عیبوں پر پردہ ڈالنے سے اللہ تمہارے عیبوں پر بھی پردہ ڈال دے گا۔

ہر مکتبہ فکر نے شاہ صاحب کی وسعت ظرفی اور وسیع المشربی کی بدولت اُن کو اپنے سر اور آنکھوں پر جگہ دی۔دل سے اُن کا احترام کیا اور اس طرح وہ سب کے لیے عقیدت ومحبت کا روشن مینار تھے۔اپنی بے مثال قوت لسانی،فکر ونظر کی پختگی اور انسانیت سے بےلوث محبت کے پیش نظر وہ ہندوستان کی ہر دلعزیز شخصیت تھے۔مشہور انگریز مصنف ڈبلیو،سی سمتھ نے شاہ صاحب کی ایسی ہی خصوصیات کے پیش نظر بجا طور پر لکھا تھا کہ:''یہ غیر معمولی انسان ہندوستان کی سب سے زیادہ اثر آفریں شخصیت ہونے کا نہایت قوی دعویٰ کرسکتا ہے۔''(''ماڈرن اسلام اِن انڈیا''،صفحہ 266۔مطبوعہ لندن۔1946ء)

شاہ صاحب نے 21/اگست 1961ء کو ملتان میں رحلت فرمائی اور وہیں آسودۂ خاک ہیں۔اللہ اُن کی قبر کو اپنی رحمتوں سے بھر دے اور اُن کا سچا نعم البدل عطا کرے جو اُنہی کی طرح تمام طبقات کو اتحاد ویگانگت کا آفاقی درس دے اور یہ دھرتی اسلام کی سچی اور سُچی تعلیمات کی بدولت امن وآشتی کا گہوارہ بن جائے۔آمین

شبِ تاریک میں کرتے ہو سحر کی باتیں

عبدالمنان معاویہ

مولانا عبیداللہ سندھیؒ برصغیر کی آزادی کے جانباز سپہ سالار و قافلہ حریت کے فردِ فرید تھے، حضرت سندھیؒ کے بارے میں ایک واقعہ نہایت مشہور ہے کہ حضرت سندھیؒ موجودہ پیر صاحب پگاڑا کے جدِ امجد کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ اپنے مریدوں کو جنگ آزادی کے لیے تیار کریں، پیر صاحب نے فرمایا کہ سائیں ان بیچاروں نے تو کبھی مرغی ذبح نہیں کی، یہ انگریز سرکار سے کیا لڑیں گے، حضرت سندھیؒ نے فرمایا کہ پیر صاحب چند مرید میرے حوالے کر دیں میں انہیں تیار کیے دیتا ہوں پیر صاحب نے چند نوجوان مرید حضرت سندھیؒ کے حوالے کیے، امام انقلاب مولانا سندھیؒ نے کچھ عرصہ انہیں ٹریننگ دی اور ایک روز پیر صاحب کے ہاں واپس لائے اور پیر صاحب کو شام کے وقت کشتی رانی کی دعوت دی، پیر صاحب، مولانا سندھیؒ اور چند نوجوان کشتی میں سوار تھے جب کشتی بیچ دریا میں پہنچی، تو امام انقلاب سندھیؒ نے پیر صاحب سے عرض کی کہ حضرت اپنا رومال دریائے سندھ کی موجوں کے حوالے کر دیں، دریائے سندھ کی روانی سے شاید ہی کوئی بے خبر ہو، پیر صاحب نے اپنا رومال اپنا رومال دریائے سندھ کے حوالے کر دیا لمحوں میں وہ رومال آنکھوں سے غائب ہو گیا حضرت سندھیؒ نے ایک نوجوان کو اشارہ کیا اُس نے دریا میں چھلانگ لگائی چند منٹوں کے بعد رومال لے کر واپس آ گیا، تو پیر صاحب نے فرمایا بابا یہ تو حر بن گیا ہے، اُس وقت سے آج تک پیر صاحب پگاڑا کے مریدوں کو حر کہا جاتا ہے، مریدوں کا یہ لقب اُس وقت پڑا تھا۔

حر دراصل اُس مردِ آزاد کو کہا جاتا ہے، جو غلامی کے صد سالہ حیات پر آسائش پر آزادی کی زندگی کے لمحات جاں گداز کو ترجیح دے، ایسے ہی قافلہ حریت کے سالار، منکرین ختم نبوت کے لیے مثل ذوالفقار، بانی مجلس احرار، امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے جو فرمایا کرتے تھے کہ ''میں اُن سؤروں کا ریوڑ بھی چرانے کو تیار ہوں، جو برٹش امپریلزم کی کھیتی کو ویران کرنا چاہیں، میں کچھ نہیں چاہتا، ایک فقیر ہوں، اپنے نانا ﷺ کی سنت پر مٹنا چاہتا ہوں، اور کچھ چاہتا ہوں تو صرف اس ملک سے انگریز کا انخلاء، دو ہی خواہشیں ہیں، میری زندگی میں یہ ملک آزاد ہو جائے، یا پھر میں تختہ دار پر لٹکا دیا جاؤں، میں ان علمائے حق کا پرچم لئے پھرتا ہوں جو ۱۸۵۷ء میں فرنگیوں کی تیغ بے نیام کا شکار ہوئے تھے، رب ذوالجلال کی قسم مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں، کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں، لوگوں نے پہلے ہی کب کسی سرفروش کے بارے میں راست بازی سے سوچا ہے، وہ شروع سے تماشائی ہیں اور تماشا دیکھنے کے عادی، میں اس سرزمین پر مجدد الف ثانیؒ کا سپاہی ہوں، شاہ ولی اللہؒ اور ان کے خاندان کا متبع ہوں، سید احمد شہیدؒ کی غیرت کا نام لیوا اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی جرأت کا پانی دیوا ہوں، میں اُن پانچ مقدمہ ہائے سازش کے پابہ زنجیر صلحائے امت کے لشکر کا ایک خدمت گذار ہوں، جنہیں حق کی پاداش میں عمر قید اور موت کی سزائیں دی گئیں، ہاں! ہاں! میں انھی کی نشانی ہوں......انھی کی صدائے بازگشت ہوں، میری رگوں میں خون نہیں آگ دوڑتی ہے، میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ قاسم نانوتویؒ کا علم لے کر نکلا ہوں، میں شیخ

الہندؒ کے نقش قدم پر چلنے کی قسم کھا رکھی ہے، میں زندگی بھر اسی راہ پر چلتا رہا ہوں، اور چلتا رہوں گا، میرا اس کے سوا کوئی موقف نہیں، میرا ایک ہی نصب العین ہے اور وہ برطانوی سامراج کا لاش کفنانا یا دفنانا''۔ (۲۳ر مارچ ۳۹ء)

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے درج بالا گفتگو میں جو کچھ فرمایا وہ حرف بحرف صحیح ہے، آپؒ نے صرف جذباتی پن کا مظاہرہ یا لفاظی کی حد تک گفتگو نہیں فرمائی، بلکہ ساری زندگی انگریز جبر واستبداد اور انگریز کے خود کاشتہ پودے قادیانیت کی بیخ کنی میں بسر کی، انہوں نے آزادی کی جنگ ''نظریہ ر آئیڈیا'' سمجھ کر نہیں لڑی، بلکہ انہوں نے جنگ آزادی عقیدہ کے طور پر لڑی اور عقائد پر سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا، قیام پاکستان کے بعد وہ سیاست سے کنارہ کش ہوئے تاکہ مسلم لیگ پاکستان میں اسلامی نفاذ اور پاکستان کے ترقی کے منصوبے پر کھل کر کام کرے، اسے اپوزیشن کا ڈر نہ ہو۔

لیکن افسوس! کہ ایسے مرد مجاہد آزادی اور محافظ عقیدہ ختم نبوت کو پاکستان کے چند اخباری قلم کار پاکستان کا دشمن، پاکستان کے مخالف کے طور پر دانستہ یا غیر دانستہ باور کرانے کی سعی لا حاصل کرتے رہتے ہیں، یہ ٹھیک ہے کہ وہ تقسیم ملک کے قائل نہ تھے انہوں نے جن خدشات کا اظہار اپنی تقریروں میں کیا، مستقبل نے اُن کے خدشات کو صحیح ثابت کر دیا، لیکن پاکستان بن جانے کے بعد انہوں نے فرمایا کہ: ''ہم نے دس لاکھ مسلمانوں کا خون دے کر اور ایک کروڑ مسلمانوں کو بے گھر کر کے ایک آزاد وطن حاصل کیا ہے اس کی آزادی ہمیں ہر چیز سے مقدم ہے، ہم پاکستان کو ایک مستحکم اور نا قابل تسخیر ملک دیکھنا چاہتے ہیں، وہ داخلی اور خارجی دشمنوں سے محفوظ ہو، میرا یہ نظریہ ہے کہ اس ملک کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہے مسلم لیگ نے آج سے چالیس سال قبل ایک نعرہ لگایا تھا وہ نعرہ تھا مسلمانوں کی سربلندی، آہستہ آہستہ ایک دور آیا کہ مسلم لیگ نے اعلان کیا کہ وہ برصغیر میں مسلمانوں کے لئے ایک آزاد وطن چاہتی ہے، اس میں شک نہیں کہ مجلس احرار نے اس نظریہ سے دیانت دارانہ اختلاف کیا، ہم نے جب یہ سمجھا اور محسوس کیا کہ قوم نے ایک فیصلہ دے دیا ہے اور وہ فیصلہ ہے قیام پاکستان کا تو ہم نے اس مطالبہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے، یہ وطن جس کی خاک کا ہر ذرہ مجھے عزیز ہے ہر چیز عزیز تر ہے اس کی آزادی، سلامتی اور استحکام جزو ایمان ہے، پاکستان کی آزادی کی حفاظت کے لئے کروڑوں عطاء اللہ شاہ بخاری قربان کئے جا سکتے ہیں''۔

(21ر جولائی 1952ء روزنامہ زمیندار، لاہور میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر، ص:1)

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ان واضح فرمودات کے بعد ہر قسم کا اختلاف ختم ہو جانا چاہیے تھا لیکن متعصب لوگ اور باہمی نزاع کے موجود ہونے سے اپنے گھروں کے چولہے جلانے والے کب یہ چاہتے ہیں کہ باہمی نزاعی کیفیت ختم ہو اور ہم سب مل کر ملک پاکستان کی ترقی، فلاح و بہبود کے لئے کام کریں، نسل جدید تاریخ اسی کو سمجھتی ہے جو وہ نصابی کتابوں میں پڑھتی ہے، جہاں انگریز کی حکومت کو خدا کی رحمت گردانتے والوں کو مسلمانوں کا مسیحا لکھا جائے اور مسلمانوں کے ہمدردوں کو ہندو کا ایجنٹ، وہاں ضرورت اس امر کی شدید ہوتی ہے کہ صحیح بات یا تاریخ کو عام کیا جائے اور نسل نو کے سامنے تصویر کا دوسرا رخ بھی رکھا جائے۔

اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام پاکستان کی قیادت نے 9ر مارچ 2018ء کو ایوان اقبال لاہور میں ''امیر شریعت کانفرنس'' کا انعقاد کیا ہے، جس سے نسل نو کو اپنے اسلاف کے کارناموں سے آگاہی حاصل ہوگی،

مجلس احرار اسلام کے گل سرسبد، پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے مرید خاص، شاہ عبدالقادر رائے پوری کے خلیفہ اجل، برصغیر کی آزادی کے نامور سپہ سالار سید عطاء اللہ شاہ بخاری جنہوں نے زندگی کی کم وبیش 10 بہاریں جیل کی نذر کردی اور خود فرماتے تھے کہ: ایام ہائے حیات کچھ جیل میں کاٹ کچھ ریل میں۔

ڈاکٹر مقصور جعفری نے کیا خوب کہا ہے کہ

شبِ تاریک میں کرتے ہو سحر کی باتیں
کم نظر لوگوں میں کیا اہلِ نظر کی باتیں
تم دیکھا ہے فقط رقصِ حسینانِ چمن
ہم شعلوں سے بھی کیں رقصِ شرر کی باتیں

خداوند قدوس مجلس احرار اسلام پاکستان کی قیادت کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے بروقت اچھا فیصلہ کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو امیر شریعتؒ کے نقوش پاء پر چلتے ہوئے، عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور فتنۂ مرزائیت کا تعاقب، تحفظ ناموس اصحاب رسولؐ، ازواج وبنات رسولؐ کا توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کا سالانہ جلسہ

تقریب اسناد حفاظ کرام

14_مارچ 2018ء، بدھ، بعد نمازِ مغرب ★ مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی

زیر صدارت: پیر طریقت، حضرت مولانا خواجہ **خلیل احمد** مدظلہ العالی، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ، کندیاں شریف

زیر نگرانی: مجاہد ختم نبوت جناب **عبداللطیف خالد چیمہ** حفظہ اللہ تعالیٰ، سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

خطاب: نواسۂ امیر شریعت، مجاہد احرار، **سید محمد کفیل بخاری** مدظلہ العالی، نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

خطیب اسلام، حضرت مولانا **محمد رفیق جامی** مدظلہ العالی، فیصل آباد

الداعی: (قاری) محمد قاسم، صدر مدرس، دارالعلوم ختم نبوت، جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی

مِنہاجِ نُبوّت اور مرزا قادیانی

قسط:۲

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

معیار نمبر۳: انبیاء دنیا سے شرک مٹاتے ہیں:

انبیاء علیہم السلام دنیا میں شرک مٹانے آتے ہیں اور ہمارا کام بھی شرک مٹانا ہے نہ کہ شرک قائم کرنا۔
(سیرت المھد ی، جلد اوّل،ص:۲۹۵ روایت نمبر ۳۱۹)

مرزا قادیانی اپنے اس دعویٰ پر پورا نہ اترا۔ انبیاء کرام بلاشبہ شرک مٹانے کے لیے ہی مبعوث ہوتے ہیں۔ پورا قرآن مجید اس کی تائید سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نبی تھا اور کیا اس نے شرک کو ختم کیا ہے۔ ان ہر دو سوالوں کا جواب نفی میں ہے اس کے اقوال اور مزعومہ وحی شرک سے بھری ہوئی ہے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ انت منی بمنزلۃ اولادی۔ تو مجھ سے بمنزلہ اولاد ہے۔ (تذکرہ،ص:۴۱۲، طبع دوم)

۲۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید و تفرید۔

۳۔ انت منی بمنزلۃ ولدی۔ تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔ (تذکرہ،ص:۶۳۶، طبع دوم)

۴۔ انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون۔ تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔ (تذکرہ،ص:۵۲۵، طبع دوم)

۵۔ یا قمر یا شمس انت منی و انا منک۔ اے چاند، اے سورج تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے۔
(تذکرہ، ۶۲۵، طبع دوم)

۶۔ میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں...... خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا...... سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ (تذکرہ،ص:۱۹۸ تا ۲۰۰، طبع دوم)

۷۔ آواھن (خدا تیرے اندر گیا)۔ (کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد:۱۳،ص:۴۹)

۸۔ اسمع ولدی۔ اے میرے بیٹے سن۔ (البشریٰ، جلد: اوّل،ص:۴۹)

۹۔ انت من ماء نا وھم من فشل۔ تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ بزدلی سے۔ (تذکرہ،ص:۱۶۴، طبع چہارم)

۱۰۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اترے گا۔
(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد:۲۲،ص:۹۸۔۹۹)

مرزا قادیانی کی وحی تو شرک سے بھری ہوئی ہے۔ وہ شرک پھیلاتا رہا اور ذرہ بھر بھی شرک نہ مٹا سکا، دنیا میں بدستور شرک موجود ہے اس طرح اپنے تسلیم کردہ معیار نبوت پر پورا نہ اترا سکا۔

معیار نمبر۴: انبیاء کرام کو کفر و شرک سے نفرت ہوتی ہے:

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے دو پہلو ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات وصفات میں یکتا اور بے مثل ماننا، لوگوں نے جو مختلف قسم کے خدا بنا رکھے ہیں ان سے

برأت کا اظہار کرنا، شرک وکفر کی تمام صورتوں سے دلی نفرت رکھنا۔ یہ بات قرآن مجید کے متعدد مقامات پر مذکور ہے، بطور نمونہ درج ذیل ہے ملاحظہ فرمائیں۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖۤ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ . (الزخرف:۲۵،۲۶)

ترجمہ: اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ جن چیزوں کو تم پوجتے ہو اُن سے میں بیزار ہوں، ہاں جس نے مجھ کو پیدا کیا وہی مجھے سیدھا راستہ دکھائے گا۔

سورہ کافرون کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

اے پیغمبر! ان منکرین اسلام سے کہہ دو کہ اے کافرو! جن بتوں کو تم پوجتے ہو ان کو میں نہیں پوجتا اور جس خدا کی میں عبادت کرتا ہو اس کی تم عبادت نہیں کرتے اور پھر میں کہتا ہوں کہ جن کی تم پرستش کرتے ہو ان کی میں پرستش کرنے والا نہیں ہوں اور نہ تم اس کی بندگی کرنے والے معلوم ہوتے ہو جس کی میں بندگی کرتا ہوں، تم اپنے دین پر میں اپنے دین پر۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی کافروں سے محبت ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ وہ ملکہ برطانیہ کو مخاطب کر کے لکھتا ہے:

''چوں کہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے اس لیے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں اور میرے دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے، ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لیے آبِ رواں کی طرح جاری ہیں۔''

(تحفہ قیصر وروحانی خزائن، جلد:۱۵،ص:۱۱۹،۱۲۰)

کسی سچے نبی نے کافروں کے بخت بلند ہونے کی دعا نہیں کی (البتہ ان کی ہدایت کے لیے کوشش اور دعا کرنا الگ امر ہے)۔

۲۔ مرزا قادیانی ۱۸۵۷ء میں برصغیر کے مسلمانوں پر مظالم ڈھانے والی ملکہ وکٹوریہ کے لیے دعا کرتا ہے کہ:

''یا الٰہی اس مبارکہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ اور اس سے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شاملِ حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔'' (رحانی خزائن، جلد:۱۵،ص:۱۱۵)

۳۔ مرزا قادیانی ملکہ برطانیہ کے ساتھ اپنی طبعی مناسبت کا اس پیرایہ میں اظہار کرتا ہے:

''اس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوا اور اپنا مسیح بنایا تا کہ وہ ملکہ معظّمہ کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے۔'' (رحانی خزائن، جلد:۱۵،ص:۱۱۶)

۴۔ اس سے اگلے صفحے پر لکھا ہے:

''اے ملکہ معظّمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے۔ اس لیے تیرے عہدِ سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لیے موزوں ہو سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا کیوں کہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔''

(روحانی خزائن، جلد: ۱۵، ص: ۱۱۷)

قرآن مجید کا حکم ہے کہ کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ (النساء: ۱۴۴)

لیکن مرزا قادیانی کافروں کو نہ صرف دوست بناتا ہے بلکہ ان کے ساتھ اپنی طبعی و روحانی مناسبت بھی بیان کرتا ہے۔ کیا سچا نبی کسی کافر کو دوست بنا سکتا ہے؟ قادیانی خود فیصلہ کریں۔

معیار نمبر ۵: انبیاء کو اپنی صداقت پر کامل یقین ہوتا ہے:

ہر سچے نبی اور رسول کو اپنی نبوت اور وحی کی صداقت پر کامل یقین ہوتا ہے۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ:

''میرا فلاں مخالف مر گیا تو میں سچا ورنہ جھوٹا'' ''میرا فلاں لڑکی سے نکاح ہو گیا تو میں سچا ورنہ جھوٹا'' ''میں نے اتنی عمر پائی تو سچا ورنہ جھوٹا'' اور نہ ہی اس سے ملتی جلتی اور کوئی بات کہتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہٗ نے حکم دیا:

۱۔ ''قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ......'' (الانعام: ۱۴)

ترجمہ: یہ بھی کہہ دو کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہوں۔

۲۔ ''وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ......'' (الانعام: ۱۶۳)

ترجمہ: اور مجھ کو اس بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اوّل فرمانبردار ہوں۔

۳۔ ''وَ اُمِرْتُ لِاَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمُوْنَ......'' (الزمر: ۱۲)

ترجمہ: اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے اوّل مسلمان بنوں۔

اس کے برعکس ہم پوری ذمہ داری سے یہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو اپنے دعوؤں، الہامات اور وحی پر یقین نہ تھا کہ یہ رحمانی ہیں یا شیطانی۔ بطور ثبوت درج ذیل حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے، پنڈت لیکھ رام کے متعلق پیش گوئی کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

''اگر اس شخص پر چھے برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں، بیماریوں سے نرالا اور خارقِ عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد:۵، ص:۶۵۰)

۲۔ محمدی بیگم کے ساتھ اپنے نکاح کی پیش گوئی کرتے ہوئے اپنی وحی لکھی:

''فسیکفیکھم اللّٰہ و یردھا الیک، امر من لدنا انا کنا فاعلین زوجنا کھا فلا تکونن من الممترین لا تبدیل کلمات اللّٰہ''

(تذکرہ ۲۸۴، طبع دوم)

ترجمہ: خدا ان سے تیری کفایت کرے گا اور اس عورت کی تری طرف واپس لائے گا، یہ امر ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں، ہم نے اس کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا، تیرے رب کی طرف سے سچ ہے پس تو شک کرنے والوں میں مت ہو، خدا کے کلمے بدلا نہیں کرتے۔

مرزا قادیانی کو اپنی وحی کے پرزور لہجہ پر یقین نہیں تھا اس لیے لکھا:

''میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر وعلیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا...... یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔''

(اشتہار ۲۷ر اکتوبر ۱۸۹۴ء، مجموعہ اشتہارات، ج:۲، ص:۱۱۵)

۳۔ عبداللہ آتھم کی ہلاکت کی پیش گوئی کرتے ہوئے مرزا نے لکھا:

''میں اس وقت اقرار کرتا ہوں اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑیں تو ہر ایک سزا اٹھانے کے لیے تیار ہوں...... اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لیے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں، بدکاروں اور لعینوں سے مجھے زیادہ لعنتی قرار دو۔

(جنگ مقدس روحانی خزائن، جلد:۱، ص:۲۹۱ تا ۲۹۳)

۴۔ مزید کہا:

''میں اپنے الہامات کی کتاب اللہ پر پیش کرنے کے بعد تصدیق کرتا ہوں جان لو کہ جو الہامات قرآن کے مخالف ہیں وہ کذب، الحاد زندقہ ہے۔''

(حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن، جلد:۷، ص:۲۹۷)

اس قسم کی تحریریں بکثرت ہیں جو کہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مرزا قادیانی کو اپنے الہامات اور وحی کے رحمانی ہونے کا یقین نہ تھا اور یہ بات معیارِ نبوّت کے خلاف ہے۔ (جاری ہے)

خطبات بہاولپور کا علمی جائزہ......کیا زیورات پر زکوٰۃ لازم آتی ہے؟ (قسط:۵)

علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

خطبہ نمبر ۱۱ کے آخر میں سوال جواب کا سلسلہ شروع ہوا تو جناب ڈاکٹر صاحب سے ایک سوال کیا گیا کہ استعمال میں آنے والے سونے چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ دینی ہوگی یا نہیں؟ تو اس کا جواب آپ نے اس طرح دیا:

''ہمارے فقہاء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ عورت کے استعمال کے زیوارت پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نہیں، اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ سوائے اس کے میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ ہر شخص اپنے امام کے احکام پر عمل کرے۔''

اوّلاً: ہمیں اس پر حیرت ہوئی کہ ڈاکٹر صاحب نے دو اماموں کی رائیں تو نقل کر دیں، مگر انھوں نے یہ زحمت گوارا نہ فرمائی کہ تھوڑا سا احادیث کی طرف بھی رخ فرما لیتے اور جیسا کہ ان کی عادت مبارک ہے کہ اکثر و بیشتر وہ اپنے علمی جوابات کو احادیث کے حوالوں سے مزین فرماتے ہیں، یہاں بھی فرما دیتے کہ احادیث سے اس سوال کا کیا جواب ملتا ہے۔

ثانیاً: وہ امام شافعیؒ کا مسلک حتمی شکل میں نقل فرماتے ہیں، حالانکہ صحیح صورت یوں نہیں۔ قارئین سطور ذیل کو ملاحظہ فرمائیں گے تو بات واضح ہو جائے گی۔

ثالثاً: ڈاکٹر صاحب نے اس چیز کو بھی نظر انداز فرما دیا کہ وہ پاکستان میں کھڑے ہو کر جواب دے رہے تھے، جہاں کی ۹۸ فیصد سنی آبادی حضرت امام ابوحنیفہؒ کی پیروکار ہے۔ کم از کم اس خطہ میں حضرت امام شافعیؒ کے پیروکار نہیں ہیں......اب چند احادیث سنیے:

حدیث نمبر ۱: ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی، اس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی تھی۔ اس بچی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے کنگن تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس کی زکوٰۃ دیا کرتی ہو؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: تو کیا تم پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے بدلے تمھیں آگ کے کنگن پہناوے؟ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر اس نے وہ کنگن اتار لیے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیے اور کہا: **ھُما لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ**۔

(سنن ابی داؤد، ج:۱، ص:۲۲۵، سنن نسائی، ج:۱، ص:۳۴۳)

حدیث نمبر ۲: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ میں چاندی کے زیور دیکھے۔ پوچھا: عائشہ! یہ زیور کیسے ہیں؟ میں نے عرض کیا: میں نے یہ آراستگی کے لیے بنوائے ہیں۔ فرمایا: کیا اس کی زکوٰۃ دیا کرو گی؟ میں نے کہا: نہیں۔ یا یوں کہا: جیسا

اللہ کو منظور ہوگا، دیکھا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هو حسبک من النار یعنی اگر زکوٰۃ نہیں دوگی تو عذاب دوزخ کے لیے یہی کافی ہے۔ (ابوداوٗد شریف، ج:۱،ص:۲۲۵)

حدیث نمبر۳: اسماء بنت یزید (ایک صحابیہ کا نام ہے) کہتی ہیں میں اور میری خالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ہم نے سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم ان کی زکوٰۃ دیا کرتی ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ فرمایا: تم ڈرتی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ تمھیں آگ کے کنگن پہنادیں۔ ''ادیا زکوتهما'' ان کی زکوٰۃ دیا کرو۔ (مسند احمد، ج:۲،ص:۴۵۹)

حدیث نمبر۴: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور میں نے ستر مثقال (لگ بھگ ۲۲ تولے) کا ایک گلے کا زیور پہن رکھا تھا۔ میں نے عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے زکوٰۃ لے لیجیے تو آپ نے 13/4 مثقال لے لیے۔ (دارقطنی)

حدیث نمبر۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: حضور! میری بیوی کا بیس مثقال (71/2 تولے) وزن کا طلائی زیور ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نصف مثقال زکوٰۃ دو۔ (دارقطنی)

یہ روایات ہم نے صحاح کے علاوہ مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ (اہل حدیث) کی کتاب تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی، ج:۲،ص:۱۱ سے نقل کی ہیں۔ موصوف ان روایات کو نقل کرنے سے پہلے لکھتے ہیں:

> ''قلت، القول بوجوب الزکوٰة فی حلی الذهب والفضة هو الظاهر الراجح عندی''
>
> ترجمہ: سونے چاندی کے زیورات میں زکوٰۃ لازم ہونے کا قول ہی میرے نزدیک ظاہر اور راجح ہے۔

حدیث نمبر۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اوّل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بحرین کا حاکم بنا کر روانہ فرمایا تو زکوٰۃ کے بارے میں ایک لمبی تحریر لکھوا کر دی جس کا آغاز ان الفاظ سے فرمایا:

> ''هذه فریضة الصدقة التی فرض رسول اللّٰه ﷺ علی المسلمین والتی امر اللّٰه بها رسوله''
>
> اس تحریر کے اخیر میں ہے: وفی الرقة ربع العشر، یعنی چاندی میں چالیسواں حصہ لازم ہے۔ (بخاری، ج:۱،ص:۱۹۶)

اب اس میں اس بات کی کوئی تخصیص نہیں ہے وہ چاندی ٹکڑے کی شکل میں ہو، نقد رقم ہو۔ بلکہ عام حکم دیا گیا ہے۔ اسی لیے علماء نے تصریح کی ہے کہ الفاظ کا عموم زیورات میں زکوٰۃ کے فرض ہونے کی دلیل ہے۔ محض قیاس کی بناء پر

اس میں تخصیص پیدا کرنا اور زیورات کو اس حکم سے مستثنیٰ کر لینا صحیح نہیں ہے۔

ان احادیث مرفوعہ کے علاوہ کافی تعداد میں آثارِ صحابہ موجود ہیں، جن کے نقل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ اس کے برخلاف ایک بھی صحیح روایت پیش نہیں کی جاسکتی، جس سے زیورات میں زکوٰۃ کا لازم نہ ہونا ثابت ہو۔ احادیث وآثار کی اس کثرت کو دیکھ کر امام فخر الدین رازیؒ کو یہ کہنا پڑا، حالانکہ وہ شافعی المسلک ہیں:

''**الصحیح عندنا وجوب الزکوٰۃ فی الحلی**'' (تفسیر کبیر، ج:۱۵، ص:۴۶)

ترجمہ: ہمارے (شافعیہ کے) نزدیک صحیح بات یہی ہے کہ زیورات میں زکوٰۃ لازم ہوتی ہے۔

اور علامہ خطابی نے کہا: ''**الظاھر من الکتاب یشھد بقول من اوجبھا والاثر یؤیدہ**''

ترجمہ: کتاب اللہ سے جو کچھ ظاہر ہے، وہ ان لوگوں کے قول کی تائید کرتا ہے جو زیورات میں زکوٰۃ کو لازم قرار دیتے ہیں اور حدیث بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔

علامہ ابن الھمامؒ مختلف کتب حدیث سے متعدد احادیث وآثار صحابہ وتابعین نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ترجمہ: ''مخالفین سے تاویلات منقول ہیں، وہ تو اس قابل نہیں ہیں کہ دل میں لائی جائیں اور ان کی طرف توجہ کی جائے اور روایات کے بعض الفاظ صراحتاً انھیں رد کرتے ہیں۔ (فتح القدیر، ج:۱، ص:۵۲۶)

کیا زکوٰۃ سے مسجد تعمیر کرائی جاسکتی ہے؟

اسی خطبہ نمبر ۱۱ میں ڈاکٹر صاحب مصارفِ زکوٰۃ کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں:

''فی سبیل اللہ'' کے تحت پوری ملٹری ایڈمنسٹریشن آجاتی ہے۔ سپاہیوں کی تنخواہوں کی ادائیگی، اسلحہ کی فراہمی اور دیگر فوجی ضروریات سب اس کے تحت آجاتی ہیں۔ نیز اور چیزیں بھی مثلاً مسجدوں کا بنانا، کارواں سرائے تعمیر کرنا، مدرسوں کی تعمیر وغیرہ یہ ساری چیزیں فی سبیل اللہ کے تحت آجاتی ہیں۔'' (خطبات، ص:۳۷۴)

''میری رائے میں ''فی سبیل اللہ'' کی رقم سے مسجد بن سکتی ہے اور زکوٰۃ میں فی سبیل اللہ کی مد بھی ہے۔'' (خطبات، ص:۳۹۱ بجواب سوال نمبر ۱۷)

اصل مسئلہ کے متعلق کچھ عرض کرنے سے پہلے تمہیداً دو باتیں سن لیجیے۔

پہلی گزارش:

امام مسلمؒ اپنی نامور کتاب کے آغاز میں رُواۃِ حدیث میں فرقِ مراتب پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''**فلا یقصر بالرجل العالی القدر عن درجتہ و لا یرفع متضع القدر فی العلم فوق منزلتہ و یعطی کل ذی حق حقہ و ینزل منزلتہ و قد ذکر**

عن عائشة رضی اللّٰه عنها انها قالت امرنا رسول اللّٰه ﷺ ان ننزل الناس منازلهم'' (مسلم شریف، ص:۴)

ترجمہ: جو شخص علم میں بلند مرتبت ہو، اس کے حق میں کوتاہی نہ کرے اور جو کم درجے کا ہو اسے اس کی حیثیت سے نہ بڑھائے۔ ہر حق دار کو اس کا حق ادا کرے اور اسے اس کے شایانِ شان مرتبے میں رکھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ ہم لوگوں کو ان کی حیثیت کے مطابق مقام دیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کے مطابق بدقسمتی سے آج عالَم یہ ہے کہ علم دین، کساد بازاری کا شکار ہے۔ علماء تو کم پیدا ہو رہے ہیں البتہ ''مجتہد'' بڑھ رہے ہیں۔ عنایت اللہ مشرقی، نیاز فتح پوری اور غلام احمد پرویز جیسے جاہلوں کو جب ''علامہ'' کہا جانے لگا تو پھر وہ اہل علم، جنھوں نے باقاعدہ عربی علوم وفنون کی تعلیم بھی حاصل کر لی ہو، وہ اگر ''میرے نزدیک، میرے خیال میں اور میں یہ کہتا ہوں'' کا سہارا لے کر میدانِ اجتہاد میں اتر آئیں تو کون سی تعجب کی بات ہے؟ یہ خوفِ خدا تو سلف صالحین میں تھا کہ اصمعی جیسے ادب عربی کے امام سے قرآن پاک کی کسی آیت کی تفسیر پوچھی جاتی تو جواب دیتے کہ عربی زبان کے الفاظ کی حیثیت سے تو ان کے معنی یہ ہیں، اللہ نے اپنے کلام میں کیا مراد لیا ہے، یہ میں نہیں بتا سکتا...... بہرصورت اب یہ قارئین کی ذمہ داری ہے کہ اگر آج کوئی اسکالر یا عالم فاضل، حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ اور دیگر جلیل القدر ائمۂ دین کے مقابلے میں کوئی بات کہتا ہے، تو وہ فیصلہ کر لیں کہ کس کی بات قابلِ قبول ہوگی اور کس کو فوقیت دی جائے گی۔

دوسری گزارش:

امام الہند شاہ ولی اللہ دہلویؒ، جن کے ہم پلّہ شاید برصغیر کی سرزمین نے کوئی سپوت نہیں جنا، اپنی کتاب فیوض الحرمین میں تحریر فرماتے ہیں کہ تین باتوں کی طرف میری طبیعت سختی سے مائل تھی، مگر قیامِ حرمین شریفین کے دوران میری مرضی اور طبیعت کے برخلاف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ارشاد ہوئے۔ ان میں سے ایک کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

و ثانیها الوصاة بالتقید بهذه المذاهب الاربعة الا اخرج منها والتوفیق مااستطعت و جبلتی تأبی التقلید و تأنف منه رأسا ولکن شیء طلب منی التعبد به بخلاف نفسی'' (فیوض الحرمین مترجم، مطبوعہ دہلی، ص:۶۴)

ترجمہ: دوسری چیز یہ ہے کہ مجھے ان چاروں فقہی مذاہب کا پابند رہنے کا حکم دیا گیا کہ میں ان سے باہر نہ جاؤں اور جہاں تک ہو سکے ان میں موافقت پیدا کروں، حالانکہ میری طبیعت تقلید کو قبول نہیں کرتی اور اس سے گریز کرتی ہے لیکن یہ ایک ایسی چیز ہے

کہ میرے مزاج کے خلاف مجھ سے اس کی تعمیل کے لیے فرمایا گیا۔

جو لوگ حضرت شاہ ولی اللہ کے علمی پایہ سے واقف ہیں، وہ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ مرتبۂ اجتہاد کے حامل تھے، اس کے باوجود انھیں بارگاہِ نبوت (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سے چاروں فقہی مذاہب کے اندر رہنے کا حکم ہوا اور ان سے باہر جانے کی رکاوٹ فرمادی گئی۔ جب امام الہند کا یہ حال ہے تو ماوشما کی کیا حیثیت ہے کہ ان ائمہ کے بالمقابل اپنے اجتہاد کی ٹکسال کھول لیں۔ لیکن برا ہو اس شوقِ اجتہاد کا کہ ایسے بے علم، جو چار سطر عربی عبارت کا صحیح ترجمہ نہیں کر سکتے وہ بھی اجتہاد فرمانے لگتے ہیں۔ (رئیس احمد جعفری مرحوم نے علامہ ابن قیمؒ کی کتاب ''زاد المعاد'' کا اردو میں ترجمہ کیا تھا جو نفیس اکیڈمی کراچی نے چھاپا تھا۔ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ اس کتاب کا کوئی سا صفحہ لے لو اس میں چار پانچ غلطیاں تو ضرور ہی نکل آئیں گی۔ اس کے باوجود ان کے دل میں بھی شوقِ اجتہاد گدگدیاں لیتا تھا، اور حضرت کہیں کہیں اپنے اس شوق کی تکمیل فرما لیتے تھے...... اس سلسلہ کے ایک اور بزرگ ڈاکٹر صغیر حسین معصومی صاحب ہیں جو ہمارے ملک کے مشہور اسکالر ہیں۔ انھوں نے علامہ حامد عمادی دمشقی کے رسالہ: ''**الصلاۃ الفاخرۃ بالاحادیث المتواترہ**'' کا اردو ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ میں بھی غلطیوں کی بھرمار ہے۔ عرصہ ہوا میں نے اس بارے میں انھیں توجہ دلائی تھی، مگر پھر کیا ہوا، ان کی طرف سے خط کی رسید ہمیں بے شک مل گئی، آگے کا کچھ پتا نہیں)۔

قارئین یہ نہ خیال کریں کہ ہم دورِ حاضر میں اجتہاد کا دروازہ مطلقاً بند کرنا چاہتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں۔ بیسیوں ایسے مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کا صریح جواب علماء سلف کی کتابوں میں نہیں ملتا۔ اس صورت میں بجز اس کے سوا چارہ نہیں کہ متبحر علماء بیٹھ کر کتاب وسنت اور فقہ قدیم کی روشنی میں ان کا حل تلاش کریں، لیکن ہر کہ مہ کو اس کا حق دے دیا جائے، اس سے ہم معذرت خواہ ہیں۔

آمدیم برسر مطلب:

اب ہم زیر بحث مسئلہ کو لیتے ہیں۔ سب سے پہلے قارئین کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ مصارفِ زکوٰۃ، خود قرآن مجید میں ارشاد فرمادیے گئے ہیں۔ کل مصارف آٹھ بتائے گئے ہیں۔ (دیکھیے سورہ توبہ: آیت: ۶۰) آیت کے شروع میں لفظ انما آیا ہے، جو کلمۂ حصر ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ زکوٰۃ صرف انھی مدّات میں تقسیم کی جاسکتی ہے، ان سے باہر نہیں۔ حدیث کی مشہور کتاب ابوداؤد شریف میں ایک واقعہ درج ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے مالِ زکوٰۃ میں سے کچھ مانگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> **ان اللّٰہ لم یرض بحکم نبی ولا غیرہ فی الصدقات حتی حکم ھو فیھا فجزاھا ثمانیۃ اجزاء فان کنت من تلک الاجزاء اعطیتک''**
>
> ترجمہ: اللہ نے اموال زکوٰۃ کی تقسیم میں نہ نبی کا فیصلہ پسند کیا، نہ کسی اور کا، حتیٰ کہ اس نے خود ہی فیصلہ کردیا کہ اسے آٹھ حصوں میں تقسیم کردیا۔ اگر تم ان میں سے ہوگے تو

تمھیں مل جائے گا۔

یہ حدیث اس بارے میں نص صریح ہے کہ مصارفِ زکوٰۃ جو شریعت نے مقرر کر دیے ہیں، وہی رہیں گے۔ ان میں کوئی اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کوئی ایسا کرنے کی سعی کرے گا تو اس کی یہ سعی نا مشکور ہوگی۔

فی سبیل اللہ کا مصداق:

قرآن پاک میں مصارف زکوٰۃ کے ضمن میں ساتواں مصرف فرمایا گیا ہے: فی سبیل اللہ۔ اس لفظ سے کیا مراد ہے؟ تو تمام مشہور کتبِ تفسیر، شروح حدیث اور کتب فقہ میں اس کی تفسیر غازی اور مجاہد سے کی گئی ہے، البتہ بعض ائمہ نے ضرورت مند حاجی کو بھی اس کے مصداق میں شامل کیا ہے۔

چھٹی صدی ہجری کے مشہور مالکی عالم ابن رشد اندلسیؒ فرماتے ہیں:

''و اما سبیل اللّٰہ، فقال مالک: سبیل اللّٰہ مواضع الجھاد و الرباط. و بہ قال ابو حنیفۃ و قال غیرہ الحجاج و العمار. وقال الشافعی: ھو الغازی جار الصدقۃ'' (بدیۃ المجتہد، ج:۱،ص:۳۲۵)

شیخ عبدالرحمٰن جزیری نے زیادہ بسط سے لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''الحنفیۃ قالوا: و فی سبیل اللّٰہ ھم الفقراء المنقطعون للغزو فی سبیل اللّٰہ علی الاصح......''

ترجمہ: احناف کہتے ہیں: فی سبیل اللہ سے مراد وہ غریب لوگ ہیں جو اللہ کے راستے میں جہاد فی سبیل اللہ کے وسائل نہیں رکھتے، زیادہ صحیح یہی بات ہے۔

''و لا یجوز ان یصرف الزکوٰۃ فی بناء مسجد او مدرسۃ......''

ترجمہ: اور زکوٰۃ کا مسجد یا مدرسے کی تعمیر میں لگانا جائز نہیں ہے۔

''المالکیۃ قالوا: والمجاھد یعطی من الزکوٰۃ ان کان حرًّا مسلماً غیر ھاشمی، ولو غنیاً''

ترجمہ: مالکیہ کہتے ہیں کہ مجاہد کو زکوٰۃ میں سے دیا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ آزاد ہو، مسلمان ہو، ہاشمی نہ ہو، خواہ وہ مالدار بھی ہو۔

''الحنابلۃ قالوا: و فی سبیل اللّٰہ ھو الغازی ان لم یکن ھناک دیوان ینفق منہ علیہ''

ترجمہ: حنابلہ کہتے ہیں کہ فی سبیل اللہ کا مصداق غازی ہے بشرطیکہ سرکاری طور پر اسے کوئی معاوضہ نہ ملتا ہو۔

''الشافعية قالوا : هو المجاهد المتطوع للغزو وليس له نصيب من المخصصات للغزاه فی الدیوان ''

ترجمہ: شافعیہ کہتے ہیں: وہ مجاہد مراد ہے جو جہاد کے لیے محض ثواب کی نیت سے جانا چاہتا ہو اور سرکاری طور پر مجاہدین کے لیے جو کچھ مقرر ہو، اس میں اس کا کوئی حصہ مقرر نہ ہو۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، ج:۱،ص:۵۶۳تا۵۶۶)

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (شافعی المسلک) فرماتے ہیں:

'' و اما سبیل اللّٰہ فالاکثر علی انه یختص بالغازی غنیًّا کان او فقیرا الا ان ابا حنیفة قال: یختص بالغازی المحتاج . و عن احمد و اسحق الحج من سبیل اللّٰہ '' (فتح الباری، ج:۳،ص:۳۳۲)

ترجمہ: سبیل اللہ کے بارے میں زیادہ تر علماء یہی کہتے ہیں کہ یہ لفظ مجاہد کے لیے مختص ہے خواہ وہ مالدار ہو، خواہ غریب، مگر امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ مجاہد جو حاجت مند ہو، اس کے لیے مختص ہے۔ امام احمد اور اسحٰق سے منقول ہے کہ حج بھی فی سبیل اللہ میں شامل ہے۔

حضرت امام غزالیؒ اپنی شہرۂ آفاق کتاب احیاءالعلوم میں فرماتے ہیں:

'' الصنف السابع،الغزاة '' (احیاء، ج:۱،ص:۲۲۲)

یہاں پر ہم نے قصداً فقہاءِ احناف کی عبارتیں نقل کرنے سے اجتناب کیا ہے، ورنہ تو ان حضرات کی تصنیفات سے بیسیوں حوالے دیے جا سکتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ علماءِ اُمّت کی تصریحات سے قطع نظر، ہم جب کتاب و سنت کا مطالعہ کرتے ہیں تو بات یہیں واضح ہو جاتی ہے اور ہم یہ ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ مصارفِ زکوٰۃ میں فی سبیل اللہ کا لفظ ایک شرعی اصطلاح ہونے کی حیثیت سے آیا ہے۔ مصارف والی آیت سورۂ توبہ میں آئی ہے اور اسی سورت میں آگے پیچھے جہاں بھی یہ لفظ آیا ہے، جہاد اور قتال ہی کے سلسلہ میں آیا ہے۔ چنانچہ آیات ذیل میں دیکھیے:

۱۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ (توبہ،آیت:۲۰)

۲۔ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ (توبہ،آیت:۲۴)

۳۔ مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (توبہ،آیت:۳۸)

۴۔ آیت نمبر ۶۰ یہی ہے جس میں مصارف زکوٰۃ کی تفصیل ہے۔

۵۔ کَرِهُوْا اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (توبہ،آیت:۸۱)

۶۔ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ (توبہ، آیت:۱۱۱)

۷۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (توبہ، آیت:۱۲۰)

سوال یہ ہے کہ سورۂ توبہ میں آگے پیچھے ہر جگہ فی سبیل اللہ، جہاد کے تعلق سے استعمال ہوا ہے، مصارفِ زکوٰۃ میں اس کا مصداق کیونکر بدل جائے گا؟

دوسرے مقامات کو دیکھا جائے تو وہاں فی سبیل اللہ کا لفظ زیادہ تر جہاد ہی کی مناسبت سے استعمال ہوا ہے۔ سورۂ توبہ سے پیچھے سورۂ انفال ہے جو اپنے مضامین کے اعتبار سے سورۂ توبہ سے ملتی جلتی ہے۔ اس میں قوانینِ جنگ کا ذکر ہے اور اس میں اعلانِ جنگ ہے۔ سورۂ انفال کی آیت نمبر ۶۰ میں تیاریٔ جہاد کا حکم آیا ہے اور اس کے ساتھ ہی فرمایا گیا ہے:

وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ (انفال:۶۰)

اب اللہ کی کتاب کے بعد حدیث شریف کی طرف آیئے۔ صحیح بخاری کی کتاب الجہاد کے کم وبیش سترہ ابواب کے عنوانات میں فی سبیل اللہ کا لفظ آیا ہے۔ آیئے ایک طائرانہ نظر ان پر ڈال لیجیے تاکہ آپ کو اندازہ ہوسکے کہ حدیث شریف میں یہ لفظ کس موقع محل پر استعمال ہوتا ہے؟

(۱) افضل الناس مؤمن و مجاهد فی سبیل اللّٰہ . (۲) درجات المجاهدین فی سبیل اللّٰہ . (۳) الغدوة و الروحة فی سبیل اللّٰہ . (۴) فضل من یصرع فی سبیل اللّٰہ . (۵) من ینکب فی سبیل اللّٰہ. (۶) من يُجْرَحُ فی سبیل اللّٰہ . (۷) من اغبرت قدماه فی سبیل اللّٰہ . (۸) مسح الغبار عن الرأس فی سبیل اللّٰہ . (۹) فضل قول اللّٰہ وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ . (۱۰) قول اللّٰہ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. (۱۱) فضل الصوم فی سبیل اللّٰہ . (۱۲) فضل النفقة فی سبیل اللّٰہ . (۱۳) من احتبس فرسا فی سبیل اللّٰہ . (۱۴) الحراسة فی الغزو فی سبیل اللّٰہ. (۱۵) فضل رباط یومٍ فی سبیل اللّٰہ . (۱۶) الجعائل و الحملان فی سبیل اللّٰہ . (۱۷) وجوب النفیر...... و قوله وَ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ .

اب حدیث کی ایک اور کتاب ترمذی شریف ہاتھ میں لیتے ہیں، اس میں جہاد کے متعلق مباحث میں ایک درجن ابواب کے عنوانات میں فی سبیل اللہ کا لفظ آیا ہے۔ ان کے علاوہ کئی ایک دوسرے ابواب میں بھی درج شدہ احادیث میں فی سبیل اللہ کا لفظ آیا ہے۔ یہ تمام احادیث جہاد سے تعلق رکھتی ہیں۔ محدثین حضرات کا اس کثرت سے جہاد کے مباحث میں فی سبیل اللہ کا لفظ لے آنا فقہاء کرام کے اس مؤقف کی دلیل ہے کہ مصارفِ زکوٰۃ میں ساتویں مصرف فی سبیل اللہ سے مراد غازی اور مجاہد ہے۔ اسی لیے علامہ ابن الجوزی نے کہا:

'' اذا اطلق ذکر سبیل اللّٰہ فالمراد به الجهاد '' (فتح الباری، ج:۶، ص:۴۸)

اورشارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

'' **المتبادر عند الاطلاق من لفظ فی سبیل اللّٰہ الجهاد** '' (فتح الباری، ج:٦،ص:٢٩)

ترجمہ: یعنی جب سبیل اللہ کا لفظ مطلق آئے تو ذہن میں فوری طور پر اس کا معنیٰ جہاد ہی آتا ہے۔

ان قرآنی اور حدیثی اطلاقات اور محدثین وفقہاء کی تصریحات کے بعد اس بات میں کوئی تردد باقی نہیں رہ جاتا کہ مصارفِ زکوٰۃ میں ساتواں مصرف مجاہدین اور غازی ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ امام محمد اور امام احمد نے حُجاج کو بھی فی سبیل اللہ کے مصداق میں شامل کیا ہے، اس لیے کہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے منقولہ روایات اور آثار میں ایسا آیا ہے، چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:''**ان الحج من سبیل اللّٰہ**''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت آئی ہے۔اس سے زیادہ تعمیم وتوسیع نہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے نہ ائمۂ دین، فقہاء ومحدثین سے۔

علماء متأخرین میں بعض نے کچھ توسیع سے کام لیا ہے۔ چنانچہ امام رازی لفظ فی سبیل اللہ کی تفسیر الغزاۃ سے کرنے کے بعد لکھتے ہیں: (عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو)

> ''قفّال نے اپنی تفسیر میں بعض فقہاء سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے نیکی کی تمام صورتوں میں صدقات خرچ کرنے کی اجازت دی ہے، مثلاً مردوں کو کفن دینا، حفاظتی قلعے بنانا اور مسجدیں تعمیر کرنا، اس لیے وفی سبیل اللہ کا لفظ عام ہے اور ان تمام صورتوں کو شامل ہے۔'' (تفسیر کبیر، ج:١٦،ص:١١٣)

''قفال'' کون بزرگ ہیں اور بعض فقہاء سے مراد کون سے حضرات ہیں؟ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔البتہ ہم اتنا عرض کیے دیتے ہیں کہ یہ قول اس حد تک کمزور کہ بیشتر مفسرین حضرات نے تو اسے اس قابل ہی قرار نہیں دیا کہ وہ اپنی کتابوں میں اسے جگہ دیتے، دیکھیے تفسیر ابن کثیر، بغوی وغیرہ۔تفسیر خازن کے مصنف نے کسی کا نام لیے بغیر یہ قول نقل کیا ہے لیکن ساتھ ہی فرمادیا ہے:''**والقول الاوّل هو الصحیح لاجماع الجمهور علیه**''۔''یعنی پہلا قول (کہ فی سبیل اللہ سے مراد غازی ہیں) ہی صحیح ہے کیونکہ جمہور علماء اس پر متفق ہیں۔''

ہاں اور یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ اگر فی سبیل اللہ میں ہر قسم کے مصارفِ خیر شامل ہیں تو پھر مصارف زکوٰۃ کے سلسلہ میں قرآن پاک میں باقی سات مدّات ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ فقراء ومساکین، غلام، نادار مسافر وغیرہ سب فی سبیل اللہ میں آجاتے۔تو پھر علیحدہ علیحدہ ان کو بیان کرنے کا کیا مطلب؟

(جاری ہے)

☆......☆......☆

متلاشیانِ حق کے لیے دعوت فکر وعمل

مکتوب نمبر:۹

ڈاکٹر محمد آصف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز احمدی دوستو!

مرزا صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:

تحریر نمبر 3: اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لیے آواز آئے گی ہذا خلیفۃ اللہ المہدی اب سوچو یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی علما کو اس میں کئی طرح کا جرح ہے اور اس کی صحت میں کلام ہے۔'' (شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 ص 337)

کسی اور کتاب میں مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ امام بخاری ومسلم نے مہدی کے بارے میں کوئی روایت ذکر نہیں کی، یہاں مرزا صاحب لکھ رہے ہیں کہ صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے کہ آخری زمانہ میں ایک خلیفہ کے بارے میں آسمان سے آواز آئے گی کہ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اور مرزا صاحب کسی معترض کو جواب دیتے ہوئے لکھ رہے ہیں کہ یہ حدیث بڑے پائے اور مرتبہ کی ہے کیونکہ یہ اس کتاب میں ہے جسے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے (یعنی صحیح بخاری)

میرے محترم! آپ کو یہ بتاتے چلیں کہ صحیح بخاری میں ایسی کوئی روایت سرے سے موجود ہی نہیں۔ مرزا صاحب کا صحیح بخاری پر جھوٹ ہے آپ کہیں گے کہ ہم اسے جھوٹ کیوں کہہ رہے ہیں یہ مرزا صاحب کی بھول اور غلطی بھی ہوسکتی ہے ممکن ہے انہوں نے غلطی سے کتاب کا نام غلط لکھ دیا ہو۔ احمدیہ پاکٹ بک میں بھی یہ جواب دیا گیا ہے کہ ''فلاں فلاں مصنف نے ایک کتاب کا حوالہ دیا جو کہ ٹھیک نہیں لہٰذا اگر مرزا صاحب نے بھی غلطی سے یہ حوالہ دے دیا تو اس میں اعتراض والی کیا بات ہے۔ جبکہ خود مرزا صاحب نے دوسری جگہ صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ امامین یعنی بخاری ومسلم نے مہدی کے بارے میں کوئی بھی روایت ذکر نہیں کی تو ثابت ہوا کہ یہ بھول ہے اور انبیا سے بھول ہوسکتی ہے وغیرہ۔

تو انتہائی ادب سے عرض ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ وہ اللہ کے نبی ہیں اور اللہ ان کو ایک لمحے کے لیے بھی غلطی پر نہیں رکھتا۔'' (ترجمہ: عربی تحریر نور الحق روحانی خزائن جلد 8۔ ص۔ 272) نیز مرزا صاحب نے ایک دوسری جگہ لکھا ہے کہ انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے۔ (اعجاز احمدی روحانی خزائن جلد 19 ص 133) مرزا صاحب سنہ 1893 میں اپنی کتاب شہادۃ القرآن شائع کی اس کے بعد تقریباً پندرہ سال زندہ رہے لیکن انہیں یہ پتہ نہ چلا کہ انہوں نے حوالہ غلط دیا ہے اور

اب تک یہ حوالہ اسی طرح موجود ہے۔ایسے اور بھی بہت سے حوالے موجود ہیں جو کہ قابل اعتراض ہیں اور مرزا صاحب نے انہیں تبدیل نہیں کیا۔

تحریر نمبر 4 ''قرآن شریف اور احادیث اور پہلی کتابوں میں لکھا تھا کہ اس کے زمانے میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلے گی۔'' (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 ص 25)

مرزا صاحب نے جب مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو اس نے ریل گاڑی (ٹرین) کو بھی اپنے مسیح ہونے کی نشانی کے طور پر پیش کرنا شروع کر دیا، چنانچہ اس تحریر میں وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ قرآن شریف اور احادیث میں یہ لکھا تھا کہ مسیح موعود کے زمانے میں ایک سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلے گی یعنی کہ ریل۔

لہٰذا تحقیق کی غرض سے کوئی ایک آیت قرآن مجید کی یا کچھ احادیث ضرور دیکھنی چاہیے۔

تحریر نمبر 5:۔بس قرآن شریف میں جس کا نام خاتم الخلفاء رکھا گیا ہے اسی کا نام احادیث میں مسیح موعود رکھا گیا ہے اور اسی طرح سے دونوں ناموں کے متعلق جتنی پیش گوئیاں ہیں وہ ہمارے ہی متعلق ہیں۔''

(ملفوظات جلد 5، ص: 554 نیا ایڈیشن)

مرزا صاحب نے اپنے آپ کو خاتم الخلفاء اور مسیح موعود ثابت کرنے کے لیے یہ بات کہی ہے۔قرآن کریم میں کہیں بھی خاتم الخلفاء کا لفظ نہیں اور نہ ہی کسی حدیث میں کسی کا نام مسیح موعود رکھا گیا ہے بلکہ مسیح موعود کا لفظ ہی قرآن و حدیث میں کہیں نہیں، احادیث مبارکہ میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نازل ہونے کا ذکر ہے اور اس نام کی صرف ایک ہستی کا ذکر قرآن و حدیث میں ملتا ہے، لہٰذا تحقیق کی غرض سے قرآن مجید کی وہ آیت اور احادیث میں سے تلاش کرنا چاہیے جن میں خاتم الخلفاء اور مسیح موعود کا لفظ وارد ہوا ہو۔

تحریر نمبر 6۔لیکن ضرور تھا کہ قرآن و حدیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھوں دُکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔سو ان دنوں میں وہ پیش گوئی انہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں پوری کی۔'' (اربعین نمبر 3 روحانی خزائن جلد 17 ص 404)

جب مرزا صاحب نے اسلامی عقائد سے متصادم عقائد کا اظہار شروع کیا تو علماء امت نے ان عقائد و نظریات کی بنا پر مرزا صاحب کے بارے میں شریعت اسلامیہ کے مطابق فتوے جاری کیے کہ یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے۔مرزا صاحب نے اسے بھی اپنے مسیح ہونے کی دلیل بنالیا اور یہ بات لکھی کہ قرآن و حدیث میں یہ پیش گوئی موجود ہے کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اس کے خلاف علماء فتوے دیں گے اور اسے کافر قرار دیں گے۔

میرے محترم تحقیق کی غرض سے کوئی ایک قرآن مجید کی آیت اور کوئی صحیح حدیث اہل سنت کے تمام مجموعہ احادیث میں سے ایسی ضرور دیکھنی چاہیے جس میں یہ بات بیان کی گئی ہو۔

والسلام علیٰ من التبع الھدیٰ...... منجانب: آپ کا ایک خیرخواہ

مسافران آخرت

ادارہ

★ **مولانا رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ:** جمعیت علماءِ اسلام پنجاب کے سابق امیر مولانا رشید احمد لدھیانوی مختصر علالت کے بعد ۱۷رفروری ۲۰۱۸ء کو رحیم یار خان میں انتقال کر گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا رشید احمد لدھیانوی ۱۹۴۳ء میں رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی بھائی حضرت مفتی حسن رحمۃ اللہ علیہ (فاضل دارالعلوم دیوبند) کے ہاں لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۷ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان سے دینی تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۵۸ء میں ہندوستان جانا ہوا تو چار ماہ دارالعلوم دیوبند میں بھی پڑھنے کا اعزاز حاصل ہوا، جبکہ حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی نوّر اللہ مرقدہٗ کے گھر قیام و طعام کی سعادت حاصل ہوئی۔ مولانا رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کا تعلق علماءِ لدھیانہ کے اس خانوادے سے تھا جس نے برِعظیم کی تحریکِ آزادی اور سیاسی جدوجہد میں بڑی قربانیاں دیں اور کارہائے نمایاں انجام دیے۔ اس لیے سیاست اُن کے خون میں شامل تھی۔ ۱۹۶۹ء میں مجلس احرارِ اسلام میں شامل ہوئے۔ قائد احرار، جانشینِ امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں اپنی سیاسی و عملی جدوجہد کا آغاز کیا۔ ان کے ساتھ قید بھی ہوئے اور خاندانی روایات کے مطابق بڑی بہادری سے قید کاٹی۔ غالباً ۱۹۷۳ء میں جمعیت علماءِ اسلام میں شامل ہوئے اور مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کی قیادت میں نئے سیاسی سفر کا آغاز کیا۔ پھر تا دمِ آخر جمعیت علماءِ اسلام سے ہی وابستہ رہے۔ وہ جمعیت علماءِ اسلام پنجاب کے امیر بھی رہے اور اپنے دورِ امارت میں بہت متحرک رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دینی و سیاسی خدمات کو قبول فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔

★ **مولانا مفتی محمد انور رحمۃ اللہ علیہ:** جامعہ خیر المدارس ملتان کے سابق استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد انور ۲۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ/ ۹رفروری ۲۰۱۸ء بروز جمعۃ المبارک انتقال فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعۡطٰی و کل شئی عندہ باَجَلٍ مسمّٰی۔ حضرت مفتی صاحب، حضرت مولانا علی احمد پیر اسکندری رحمہ اللہ (فاضل مظاہر العلوم سہارنپور، خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری نوّر اللہ مرقدہٗ) کے فرزندارجمند اور برادر مکرم مولانا محمد ازہر مدیر ماہنامہ الخیر ملتان کے برادرِ بزرگ تھے۔ ۱۳۹۰ھ میں جامعہ خیر المدارس سے سند فراغ حاصل کی۔ حضرت پیر جی عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ) کے مدرسہ تجوید القرآن چیچہ وطنی اور جامع العلوم عیدگاہ بہاول نگر میں افتاء و تدریس کی خدمات انجام دیں۔ ۱۳۹۵ھ میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں تدریس شروع کی اور ۲۸ سال تک افتاء و تدریسِ حدیث کے منصب پر جلوہ افروز رہے۔ انتہائی قابل استاد تھے۔ منفرد اندازِ تدریس و تفہیم کی وجہ سے طلباء نہایت شوق سے اُن کے سبق میں حاضر رہتے، وسیع القلب، منکسر المزاج اور سادہ طرزِ زندگی کے حامل تھے۔ مطالعہ کا بہت اعلیٰ ذوق تھا جس کی جھلک خود اُن کی اپنی تحریروں میں موجود تھی۔ اُن کے تبلیغی و اصلاحی بیانات بہت پُرکشش اور اثر آفرین ہوتے۔ خیر الفتاویٰ کی پانچ جلدوں کی تدوین و ترتیب اُن کا عظیم الشان علمی کارنامہ ہے۔ حضرت مفتی صاحب

سے میری پہلی ملاقات غالباً ۱۹۷۲ء میں بہاول نگر میں ہوئی، جانشینِ امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ کے ہمراہ ایک جلسہ میں شرکت کے موقع پر مفتی صاحب بھی تشریف لائے۔ تب انھیں مجلس احرارِ اسلام بہاولنگر کا صدر بھی منتخب کیا گیا تھا۔ خیر المدارس میں قیام کے دوران راقم کی اُن سے تقریباً روزانہ ملاقات ہوتی۔ کبھی مجلس بھی ہو جاتی۔ اس تعزیتی شذرہ میں اُن کی شخصیت کے تمام پہلو سما نہیں سکتے، تفصیل کے متقاضی ہیں۔ اللہ نے توفیق دی تو کسی دوسری فرصت میں عرض کروں گا۔ اللہ تعالیٰ، مفتی صاحب کے برادرِ اصغر محترم مولانا محمد ازہر دامت برکاتہم، بیٹیوں اور خاندان کے تمام لواحقین کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے اور حضرت مفتی صاحب کے حسنات قبول فرما کر اعلیٰ علّیین میں جگہ عطاء فرمائے۔

★ **حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم رائے پوری رحمہ اللہ:** خانقاہ رائے پور، بھارت کے قدیم بزرگ ۱۳؍ فروری کو انتقال فرما گئے۔

★ حافظ محمد فتح اللہ مرحوم (ڈیرہ اسماعیل خان) نقیب کے قدیم قاری ★ جناب علی اصغر (چشتیاں) کے چچا ★ جام محمد یعقوب (رحیم یار خان کے احرار کارکن) کے دو چچا یکے بعد دیگرے انتقال کر گئے ★ مرزا عبدالجبار (لاہور) کی اہلیہ، جواد طاہر، یاسر جبار، حماد طاہر، فیصل جبار کی والدہ، انتقال: یکم فروری ۲۰۱۸ء ★ لیاقت حسین (لاہور) کے بہنوئی عبداللطیف (کراچی)، انتقال: ۵؍ فروری ۲۰۱۸ء ★ محمد انور (لاہور) کے پھوپھا، محمد عمر، محمد حفیظ، محمد آصف رضا، عطاء اللہ کے والد، انتقال: ۸؍ فروری ۲۰۱۸ء ★ میاں عابد شفیق کے کزن ملک جاوید، انتقال: ۱۵؍ فروری ۲۰۱۸ء ★ حافظ فتح محمد (بانی جامعہ فتحیہ اچھرہ، لاہور) کی پڑنواسی ملک عمران کی والدہ، انتقال: ۲۲؍ فروری ۲۰۱۸ء ★ مجلس احرار تونسہ کے رہنما حافظ عنایت اللہ کی خالہ انتقال کر گئیں ★ حافظ رضوان (لاہور) کی والدہ، انتقال ۲۰؍ جنوری ★ مجلس احرار بیٹ میر ہزار کے صدر حاجی عبدالرزاق کی بہو، انتقال ۲۷ جنوری ★ مستری محمد عبداللہ مرحوم (ملتان) کے داماد ★ فیصل آباد کے ہمارے کرم فرما احمد فاروق صاحب کے ماموں، انتقال ۲۷ جنوری

احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خاص اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطاء فرمائے۔

دعاءِ صحت

● ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المومن بخاری دامت برکاتہم
● قائد احرار، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ
● مجلس احرارِ اسلام ملتان کے سرپرست اور رکن مرکزی مجلس شوریٰ صوفی نذیر احمد
● مجلس احرارِ اسلام کے سیکرٹری جنرل محترم عبداللطیف خالد چیمہ
● رحیم یار خان کے بزرگ احرار رہنما مولانا فقیر اللہ رحمانی ● بھائی نظام الدین (قصر شیریں کینٹ) کے بھائی اسلام الدین
● حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی جناب خواجہ رشید احمد صاحب
● مدرسہ معمورہ ملتان کا سابق طالب علم حافظ محمد اویس سنجرانی ● لاہور کے بزرگ احرار کارکن چودھری محمد اکرام صاحب
● مجلس احرار ملتان کے مخلص کارکن محمد بشیر (بستی محمد پور) شدید علیل ہیں

احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی صحت یابی کے لیے دعاء فرمائیں، اللہ تعالیٰ سب کو شفا کاملہ عطا فرمائے۔